

پیش کش

اس بار خطوط کی تعداد بھی پہلے سے زیادہ ہے، مشورے، تنقید اور تنقیدیں یکساں انداز کی باتیں۔ لہذا ان کے بارے میں کیا کہوں۔ البتہ ایک صاحب نے کراچی سے مجھے لکھا کہ آپ کا فرمانا بجا کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے لیکن قوم اس قلم سے صرف کہانیوں کا نزول چاہتی ہے۔ اگر کبھی ایک آدھ جملہ کسی مثل کے طور پر بھی قلم سے بہت گیا تو قوم بھٹ پڑتی ہے۔ "آخر آپ کو سیاست میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔" اور میں ہکا بکا رو جاتا ہوں کہ قوم کو کیا جواب دوں۔ کیونکہ جواب دینے کے سلسلے میں ایک ضخیم کتاب لکھنی پڑ جائے گی۔ پہلے تو قوم کو یہ بتانا پڑے گا کہ سیاست ہے کیا چیز، پھر عرض کرنا پڑے گا کہ میرے اس حقیر بتلے کو اس کسوٹی پر پرکھئے۔ اگر اس میں ذرہ برابر بھی سیاست پائی جاتی ہو تو جو لیڈر کی سزا وہ میری سزا۔ اور پھر بھائی اگر ملک میں سیاست دانوں کی کی پائی جاتی ہو تو تھوڑا بہت کشت بھی اٹھایا جائے۔ مجھے تو بس کہانیاں لکھنے دیجئے۔ میری لیڈری آپ بھی تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر خواہ وہ قوم کا وقت برابر کرنے سے کیا فائدہ۔ قوم کے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا کہ دعا کروں۔ "اے اللہ، اس قوم کو ایک آزاد اور منفرد قوم کی حیثیت سے ہمیشہ قائم رکھو۔" آخر میں ان صاحب نے پوچھا ہے کہ لیڈر کی صحیح تعریف کیا ہے؟ بڑا بے ڈھب سوال کیا ہے آپ نے۔ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں البتہ اکبر الہ آبادی نے اپنے زمانے کے لیڈر کی تعریف یوں کی ہے۔

یوسف کو نہ دیکھا کہ حسین بھی ہے جو اب بھی
شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے بیٹوں بھی

ابن مسعود

(۱)

عمران نے جھلا کر ریسیور پٹ دیا۔۔۔ اسے اس فون سے نفرت ہو گئی تھی۔۔۔ تین چار دن سے وہ دیکر بیٹھا تھا کہ اس پر کچھ تو "بیگاری" سوار تھی اور کچھ فون۔۔۔ فون یوں سوار تھا کہ شہر کی ایک لڑکی نے اس سے فون پر محبت شروع کر دی تھی۔۔۔ وقت بے وقت رنگ کر کے اسے خواہ مخواہ پور کرتی تھی۔

عمران نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔ کبھی ہے۔ کہاں رہتی ہے۔۔۔ بس اس نے اس سے فون پر محبت شروع کر دی تھی۔

اس وقت تو عمران کو خاص طور پر غصہ آیا تھا۔ اس نے رنگ کر کے "ہیلو" کہا۔ پھر جلدی سے بولی۔ "اوہ ڈیڈی اوسر آدھے ہیں" اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ پہلے تو عمران کا دل چاہا کہ ریسیور اپنے سر پر ہارے لیکن پھر اسے ایک پر ہی پٹنے پر اکتفا کرنی پڑی۔

شاید آدھے ہی منٹ بعد گھنٹی پھر بجی۔۔۔ عمران سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پھر وہی ہوگی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو" دوسری طرف سے مترجمی آواز آئی۔

"ہائیں! پھر؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"جی ہاں امیں گجی تھی شاید ڈیڈی اس طرف آئیں گے۔"

"خدا ارادھے اپنے ڈیڈی ہی کا نام پوچھتا ہے؟" عمران نے گھٹکھٹا کر کہا۔

"ہرگز۔۔۔ نہیں اور نہ آپ میری محبت کا خون کریں گے۔ میں آپ کو ابھی طرح جانتی ہوں۔"

"اے او۔۔۔ سلیمان!" عمران حلق چاڑھ کر چنچلا

"جی! فون سے آواز آئی۔"

"آپ سے نہیں۔" عمران جھجھلا کر بولا۔ "میں اپنے نوکر کو پکار رہا تھا۔"

دوسری طرف سے چنے کی آواز آئی۔ پھر کہا گیا۔ "آپ اسے بیدار کیوں ہیں؟"

عمران نے ریسیور سلیمان کو تھما دیا۔ سلیمان سمجھا شاید کہیں سے اس کا فون آیا ہے۔

اس نے ہاتھ جیس میں کھد۔ "جی!"

پھر حرمت سے آنکھیں میٹھاتے ہوئے کچھ دیر تک منتظر رہا۔ اس کے چہرے پر بولکھلاہٹ

کے آثار تھے۔ اس نے پھنسی پھنسی ہی آواز میں کہا۔

"جی صاحب! میں سلیمان بول رہا ہوں۔"

"پتہ نہیں دوسری طرف سے کیا کیا گیا تھا۔ بہر حال جب وہ ریسیور رکھنے لگا تو اس کا ہاتھ

بری طرح کانپ رہا تھا۔

"کیوں ہے۔۔۔ یہ کون تھی؟" عمران نے گرج کر پوچھا۔

"صاحب! میں کیا جانوں؟"

"صاحب کے بچے تم نے نامحرم عورتوں سے عشق لڑا لڑا کر میرا فون نجس کر دیا ہے۔"

"ارے۔۔۔ لاکسم صاحب۔۔۔ میں تو جانتا بھی نہیں!"

"پھر وہی بکواس ازوری اور چھ سو سو۔۔۔ ارے۔۔۔ سو ریورڈینہ چوری۔ کیا کہتے ہیں بے؟"

"چوری اور سینہ زوری! سلیمان جلدی سے بولا۔

"ہاں پھر۔۔۔ بول۔۔۔"

"میں نہیں جانتا صاحب کہ کون تھی۔"

"ہائیں تو کیا درجنوں ہیں؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"نہیں صاحب۔۔۔ قسم لے لیجئے۔"

"شوہنہار کو پڑھا ہے تو نے؟"

"نہیں صاحب۔۔۔"

"نٹھے کو۔۔۔"

"کون سے نٹھے کو؟"

"بالکل جاہل ہے۔۔۔ اے نٹھے نہیں نٹھے۔۔۔ حرمین فلاسفر۔۔۔ نٹھے۔۔۔"

"صاحب۔۔۔ آپ کچھ بھول گئے ہیں! سلیمان جلدی سے بولا۔

"کیا بھول گیا ہوں؟"

"جی کہ آپ آج مجھے دن بھر کی چھٹی دے دیں گے۔۔۔ کل آپ نے وعدہ کیا تھا۔"

"دفع ہو جاؤ۔۔۔ لیکن کان کھول کر سن لے۔۔۔ عش و عش کا پکر چھوڑ دے۔۔۔ ابھی

تیرے بال بچے بھی نہیں ہوئے ہیں۔۔۔ برباد ہو جاؤ گے۔۔۔ گٹ آؤٹ!"

سلیمان سر کھٹاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

آج کل عمران فلیٹ میں تنہا تھا۔۔۔ روشنی نے دوسرا فلیٹ لے لیا تھا۔۔۔ اور اب وہیں

رہتی تھی۔۔۔ عمران جیسے آدمی کو برداشت کر لینا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔

عمران نے اپنے گھر کی شکل مینوں سے نہیں دیکھی تھی۔۔۔ رحمان صاحب کا حکم تھا کہ

اسے گھر میں ٹھمتے ہی نہ دیا جائے۔۔۔ ویسے وہ لوحہ سے گذرنا ضرور تھا۔ پھانک پر رک کر

چوکیدار کو غالب کے دو چار اشعار سناتا۔۔۔ کئیو شخص کے اقوال دہراتا اور خودی کا فلسفہ

سمجھاتا ہوا گذر جاتا۔ البتہ اس کے خاص نوکر سلیمان نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔۔۔ رحمان

صاحب کی ملازمت ترک کر کے وہ بھی عمران کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

روشنی کے طے جانے کے بعد عمران نے "لوہرہ، شادی و طلاق" کا پورڈہ ہوا دیا تھا اور اب

اس کی جگہ ایک ساواہ پورڈے لے لی تھی۔۔۔ جب وہ فلیٹ میں داخل ہوئے لگتا تو اس پر چاک

سے لگھ دیتا۔

"طی عمران ایم ایس سی، بی ایچ ڈی (آکسن)"

جب فلیٹ سے کہیں باہر جانے لگتا تو اسے متا کر لگھ دیتا۔

"سلیمان (اس نالائق کے پاس کوئی ڈگری نہیں ہے)"

پڑوسی دیکھتے اور ہنستے۔۔۔ سلیمان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے متا دیتا۔

حکمران سرائی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض اسی جیسٹ میں پڑا ہوا تھا کہ عمران کا تعلق

ہوم فیسلر منسٹ سے ہے بھی یا نہیں!۔۔۔

ویسے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران کے لئے کوئی خاص جگہ پیدا کی گئی ہوگی۔۔۔ اور اس

دیکھو کہ یہ نمبر کس کا ہے۔۔۔ پتہ چل جائے گا لیکن اب یہاں فون مت کرنا۔۔۔ کیونکہ میں ریسیور کو کسی طرح بھی پک پر رکھ کر سلسلہ منقطع نہیں کر سکتا۔
دوسری آواز "اچھا۔۔۔ میں کو خوش کرتا ہوں۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔۔۔ عمران نے جیٹ کر ٹیلیفون ڈائریکٹری اٹھائی۔
نمبر کی تلاش آسان کام نہیں تھا۔۔۔ بحر بھی وہ بڑی تیزی سے ورق گردانی کرتا رہا۔۔۔
اسی دوران میں فون کی گھنٹی بھر گئی۔۔۔ اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو" دوسری طرف سے آواز آئی۔۔۔ اور یہ اسی لڑکی کی آواز تھی۔

عمران نے اسامہ بنا کر بولا "ہیلو! یتیم خانہ۔۔۔ انجمن سادات!"

"اوہ۔۔۔ صاف سمجھ گیا" دوسری طرف سے آواز آئی۔۔۔ اور یہ سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران ریسیور رکھ کر پھر ڈائریکٹری کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اور اس بار اسے وہ نمبر مل گیا لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہ نمبر۔۔۔ ہوم فیلپارمنٹ کے سیکرٹری سر سلطان کے فنی ٹیلیفون کا ہے۔

عمران بڑی تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا۔۔۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بھر گئی اور عمران سر سہلاتے سہلاتے ہاتھ روک کر اپنے سر پر طمانچہ مارنے لگا۔

اس بار اس نے ریسیور نہیں اٹھایا، گھنٹی بجتی رہی اور وہ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کر رہا۔۔۔ آخر گھنٹی بجتی بند ہو گئی اور عمران میز پر سے فلیٹ ہیٹ اٹھا کر باہر آیا۔

لیکن وہ اس وقت بھی سائن بورڈ پر سے اپنا نام مٹانا نہیں بھولا۔ چونکہ سلیمان اندر موجود نہیں تھا۔ اس نے اپنا نام مٹا کر اس کا نام لکھنے بجائے لکھ دیا۔ "اللہ کا فضل ہے۔"

بحر حقیقت کو منتقل کر کے وہ بیدل ہی اس طرف چل چلا۔ جہاں اس نے ایک گیراج کرائے پر لے رکھا تھا۔

گیراج سے اپنی فوسٹر ٹکالی اور سر سلطان کے بیٹے کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۲)

آج سر سلطان کی طبیعت کچھ متحمل سی تھی۔ اس لئے وہ آفس نہیں گئے تھے وہ اس وقت برآمدہ سے ہی میں ایک آرام کریں یہ نیم دراز انتہا کے صفحات الٹ پلٹ رہے تھے۔ آج کی

کی داستان میں ہوم سیکرٹری سر سلطان ایسے نہیں تھے کہ عمران جیسے خردمغ آدی کو منہ لگاتے بہر حال یہ کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ آج کل عمران کا ذریعہ معاش کیا ہے۔۔۔ اور خود عمران؟۔۔۔ عمران کا خیال یہ تھا کہ ذریعہ معاش سرے سے کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑکی فون پر پیچھے نہ جانتے تو ذریعہ معاش کا پس ماندہ کسی جیم خانے ہی کے ہاتھ لگ سکتا ہے۔۔۔ فون کی گھنٹی بھر گئی۔

اور اس نے ریسیور اٹھا کر ہانک لگائی۔ "میں عمران کا باپ رحمان بول رہا ہوں۔"
لیکن اب جو غور سے سنا تو وہ کسی لڑکی کی آواز نہیں تھی۔ بلکہ شاید کہیں سے غلط کنکشن ہو گیا تھا۔۔۔ وہ آدی گفتگو کر رہے تھے۔ اور عمران ایک ایک لفظ سن رہا تھا۔
ایک طرف سے بولنے والا یقیناً کسی تکلیف میں مبتلا تھا کیونکہ اس کے منہ سے بار بار کراہ لک جاتی تھی۔

"میں نے۔۔۔!" آواز آئی "بدقت تمہیں فون کیا ہے۔۔۔ اوف۔۔۔ اوجھ۔۔۔ میرے ہاتھ پیر ایک کرسی میں جکڑے ہوئے ہیں۔"

"پھر تم نے نمبر کیسے ڈائل کئے؟" دوسری آواز آئی۔

"پہلی آواز۔" اوہ۔۔۔ بشکل حرام کرسی سمیت کھسکا تا ہوا میز تک آیا۔۔۔ میز پر پڑی ہوئی ایک پینل ڈائلس میں دہائی۔۔۔ اور اسی سے نمبر ڈائل کئے۔۔۔ ریسیور کو سر سے پہلے ہی میز پر گرا لیا تھا اور اب وہ جس پوزیشن میں ہے اس سے مجھے تمہاری آواز صاف سنائی دے رہی ہے۔۔۔ اور میری گردن ٹوٹی جا رہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ۔۔۔ یہ عمارت کہاں ہے۔۔۔"

دوسری آواز "تم وہاں پہنچے کس طرح؟"

"پہلی آواز۔۔۔" میری گردن ٹوٹ رہی ہے۔۔۔ یہ پھر بتاؤں گا۔۔۔ کچھ کرو۔۔۔ سکرے کی ساری کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں۔۔۔ غصہ وا"

دوسری آواز "لیکن جب یہی نہیں معلوم کہ عمارت کہاں ہے؟"

"پہلی آواز" ارے سنو بھی تو غصہ وا میں تمہیں اس فون کا نمبر بتاتا ہوں۔"

آواز آتی بند ہو گئی۔ لیکن عمران ریسیور کان سے لگے رہا۔

کچھ دیر بعد آواز آئی۔۔۔ "اس کا نمبر قمری دن ایٹ سکس ناٹ ہے۔۔۔ ڈائریکٹری میں

خبریں پڑھ چکے تھے۔ دو ایک چھوٹے موٹے مضامین بھی دیکھ والے تھے اور اب ایڈیٹر کے نام پڑھنے والوں کے خطوط سے گزر کر اشتہارات دیکھ رہے تھے کہ عمران کی فوٹو کپاؤٹ میں داخل ہوئی۔ اور پھر جب انہوں نے عمران کو دیکھا تو ان کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔
 ”تم یہاں کیسے؟“ انہوں نے پوچھا۔ عمران ابھی برآمدے میں بھی داخل نہیں ہو پایا تھا۔
 ”میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے پاس پڑوس میں کوئی بگ تو خلی نہیں ہے؟“
 ”کیا؟“ سر سلطان اسے چند لمحوں کے بعد پوچھنے پر بولے ”تم مجھ سے بگیدگی سے گفتگو کیا کرو۔ ورنہ دونوں کان اکھاڑ لوں گا۔“

”خدا کی قسم میں بالکل سنجیدہ ہوں جناب اور میری یہ دشمن گوئی ہے کہ آپ مستقل قریب میں کسی پریشانی میں مبتلا ہونے والے ہیں۔“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔۔۔!“

”مجھے کا وقت نہیں ہے جناب! میں جلدی کرنی چاہتے۔“

”عجیب آدمی ہو! کیا ایک رہے ہو؟“

”آپ کا فون نمبر قمری دن اینٹ سکس جٹ ہے نا؟“

”ہاں بھئی!۔۔۔ لیکن۔۔۔“

”کوئی بگ خالی ہے۔۔۔ یقیناً ہو گا۔۔۔“

”جب تک پوری بات نہیں بتاؤ گے۔۔۔!“ سر سلطان جملہ پورا کرنے کی بجائے اسے گھورنے لگے۔ انہیں عمران کے انداز گفتگو پر حیرت تھی۔ اس نے آج تک ان سے اس طرح بے تکلفی سے گفتگو نہیں کی تھی۔

عمران کم سے کم الفاظ میں ٹیلیفون کا واقعہ دہرانے کی کوشش کرتے لگا۔

”مجھے حیرت ہے۔۔۔ کہیں کسی نے کسی سے مذاق نہ کیا ہو۔۔۔!“ سر سلطان نے کہا۔

”آپ کے دشمنوں کی کی نہیں ہے۔۔۔ اس کا اعتراف تو آپ کو ہو گا۔“

”ہاں۔۔۔ آں نمیک ہے۔۔۔ لیکن ایک ہی نمبر کے دو فون۔۔۔ یہ ناممکن ہے۔۔۔ دیے

میرے بچے کی پشت پر ایک بگ خالی ہے۔“

”تو پھر جلدی کیجئے۔۔۔ شاید ہمیں اس کا قتل توڑنا پڑے۔“

”اس کی کتنی میرے پاس ہی ہے۔“ سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ میرے ایک عزیز کی ملکیت ہے۔۔۔ اور کرائے کے لئے خالی ہے!“

”فون بھی ہے!۔۔۔ وہاں!“

”نہیں۔۔۔ اب تو نہیں ہے! پہلے کبھی تھا۔“

”اچھا تو میں بچے کی پشت پر چلا ہوں۔“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔

سر سلطان اٹھ کر اندر چلے گئے۔ عمران بچے کی پشت پر آیا۔

دوسرے بچے کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔۔۔ عمران نے ٹیلیفون کے تاروں پر نظر ڈالی۔۔۔

اور۔۔۔ ہوتوں کو دائرے کی شکل دے کر سر ہلانے لگا۔ اتنے میں بچے کی کتنی اس کے پاس پہنچ

گئی۔ سر سلطان خود نہیں آئے تھے۔ کتنی ایک نوکر کے ہاتھ بھجوا دی تھی۔

”صاحب سے کہہ دو خود تشریف لائیں۔“ عمران نے کہا۔

”میں کیسے کہوں صاحب؟“ نوکر بولا۔

غبرو! ”عمران نے جیب سے نوٹ بک نکالی۔ اس پر کچھ لکھا اور کمانڈر چار نوکر کے ہاتھ

میں دیتا ہوا بولا۔“ نہیں کہہ سکتے تو یہ انہیں دے دیتا۔۔۔ جلدی کرو۔“

نوکر چلا گیا۔۔۔ عمران مضطربانہ انداز میں وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار

تھے۔۔۔ اور وہ بار بار اس تاریکی کی طرف دیکھنے لگتا تھا جو سر سلطان کے بچے کے کمر کے کچھ سے

دوسرے بچے کی دیوار تک پھیلا ہوا تھا۔

اسے تقریباً تین یا چار منٹ تک سر سلطان کا انتظار کرنا پڑا۔ سر سلطان آئے ضرور۔۔۔ مگر

کچھ سمجھائے ہوئے سے معلوم ہو رہے تھے۔

”میں پھر کہتا ہوں کسی نے مذاق کیا ہو گا۔“ انہوں نے کہا۔

”مگر یہ ملاحظہ فرمائیے!“ عمران اوپر کی طرف اٹھی اٹھا کر بولا۔ ”اس سلسلے کا کیا مطلب ہو

سکتا ہے۔۔۔ آپ کے دائرہ پول سے یہ کنکشن کیسا؟“

”ووہ۔۔۔ ہو!“ سر سلطان کے ہونٹ حیرت سے کل گئے۔ پھر وہ عمران کی طرف خالی

الذہنی کے سے انداز میں دیکھتے رہنے کے بعد بولے ”بڑی عجیب بات ہے!“

”بس اب آئیے۔۔۔“ عمران دوسرے بچے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں پتھر کاٹ کر جنگل کے برآمدے کے سامنے پہنچے اور جیسے ہی وہ آگے بڑھے۔۔۔ ایک ہار پھر سلطان کی آنکھوں سے حرمت جھانکنے لگی۔
”ہیں۔۔۔ یہاں تو قلعہ پڑا ہوا تھا“ وہ بڑبڑائے۔

عمران ان کی طرف دھیان دینے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔۔۔ اب سر سلطان کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی۔ عمران نے صدر دروازے پر رک کر اس کے پلٹ کو غور سے دیکھا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا۔ پھر اسی ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ سر سلطان خاموش تھے۔
”ذرا ان نشانات کے خیال رکھیے گا۔“ عمران نے گرد آلود فرش کی طرف اشارہ کر کے کہا، جس پر کسی کے پیروں کے نشانات بہت واضح تھے۔

شاید یہ جنگ بہت دنوں سے خالی تھا۔ کیونکہ اس کی دیواریں بھی گرد آلود تھیں۔ عمران پیروں کے نشانات دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ایک کمرے کے دروازے پر فہم ہو گئے۔ عمران رک گیا کیونکہ دروازہ بند تھا۔ اس نے مڑ کر سر سلطان کی طرف دیکھا جو اسے پہلے ہی سے گھور رہے تھے۔

”کیا۔۔۔؟ آپ میرے متعلق کوئی غلط بات سوچ رہے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔
”نہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ دروازہ کھولا“

”آپ کی اجازت ہے؟“ عمران نے آہستہ سے بڑبڑا کر اسی ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیا جس پر رومال لپٹا ہوا تھا۔

دروازہ کھل گیا اور سر سلطان عمران کو ایک طرف ہٹا کر محطربانہ انداز میں اندر داخل ہو گئے۔ پھر دونوں ہی تھیر آئینہ نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔

میز کے قریب ایک کرسی الٹی پڑی تھی اور اس کے نیچے بہت سا جائزہ خون تھا۔ مری کے کلوے ابھر اُور مڑھیلے ہوئے تھے۔

”لیکن۔۔۔ لاش۔۔۔؟“ سر سلطان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
”لاش۔۔۔!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”چہ نہیں۔۔۔ لیکن اس نے کسی کو آپ کے فون

کا نمبر بتایا تھا۔۔۔ لہذا یہ آپ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہی ہو سکتی ہے۔“
”میرے خلاف۔۔۔؟“

”جی ہاں ابھر رہی ہے کہ آپ پولیس کو فون پر مطلع کر دیں۔ میں سیکس ہوں۔ آپ چاہیے۔۔۔ لیکن یہاں کوئی ٹیلیفون موجود نہیں ہے۔ شاید وہ جلدی میں دیوار والا کنکشن الگ نہیں کر سکے۔۔۔ یہ حق آپ کے حق میں ابھر ہوئی ہے۔“

”کیا پتھر ہے بھی! میں کچھ نہیں سمجھ سکتا۔“ سر سلطان نے آگے بڑھے انداز میں کہا۔
”آپ فون کر دیجئے! کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟“

سر سلطان چند لمبے کچھ سوچتے رہے۔۔۔ پھر وہاں سے چلے گئے۔ عمران توڑی دیوے تک بے حس و حرکت کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر میز کے قریب آکر اس پر جھک پڑا۔۔۔ معلوم نہیں وہ کیا دیکھ رہا تھا۔

اچانک وہ جھک پڑا۔ قہقہہ دوڑتے ہوئے قدموں ہی کی آواز تھی اور کوئی اسی طرف آرہا تھا۔ عمران تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا۔

یہ سر سلطان تھے۔۔۔ دروازے کے قریب آکر وہ اچانک رک گئے اور اب ان کے انتظار زدہ چہرے پر خفت کے آثار بھی تھے جیسے انہیں احساس ہو کہ اس طرح دوڑنا ان کی سی شخصیت کے آدمی کو زیب نہیں دیتا۔

”واقعی۔۔۔ عمران!“ وہ ہاتھ پتے ہوئے بولے۔ ”سازش۔“
”کیا ہوا؟“

”لاش!“

”کہاں؟“

”میرے پاس ہاٹ میں۔۔۔ چلو!“ وہ پھر تیزی سے مڑ گئے۔

عمران ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ آج سے پہلے کبھی اسے سر سلطان کو اس حال میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ کسی زمانہ میں ان کا فونی کیرئیر بھی رہ چکا تھا۔۔۔ اور اب بڑھاپے میں بھی وہ کم لاکم اتنے کمزور دل تو نہیں ہو سکتے تھے کہ ایک لاش دیکھ کر اس طرح بدحواس ہو جائے۔

عمران ان کے ساتھ دوڑتا ہوا پائین ہاٹ میں آیا اور یہاں اس نے گلاب کی جھاڑیوں میں

ایک لاش دیکھی چونکہ وہ اوجھڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ چہرہ نہ دیکھ سکا۔ لیکن پشت میں گھسے ہوئے خنجر کا دست تو بہر حال صاف نظر آ رہا تھا۔

عمران سر سلطان کی طرف مڑا جو کسی معصوم بچے کی طرح کڑے ہلکیں بھپکا رہے تھے۔ ان کے سنے ہوئے چہرے پر بڑائی کی کوئی علامت باقی نہیں رہ گئی تھی۔

”آپ نے فون نہیں کیا؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں! اسکی فونٹ ہی نہیں آئی۔“ سر سلطان نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا: ”لیکن؟“

عمران اس ”لیکن“ کے بعد والے جملے کا مختصر رہا مگر سر سلطان نے اس سے آگے اور کچھ نہیں کہا۔

”آپ شاید کچھ کہنا چاہتے تھے۔“ عمران بولا۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں۔“ سر سلطان دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر لان پر بیٹھ گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔

”میں نے آج سے قبل کبھی آپ کو اس حال میں نہیں دیکھا۔ آخر آپ پریشان کیوں ہیں؟ یہاں صرف لاش کی موجودگی ہی ثابت نہیں کر سکتی کہ آپ قتل کے مرتکب ہوئے ہیں۔“

”ہم اور حری سے گزر کر وہاں گئے تھے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”جی ہاں!“

”لیکن یہ لاش اس وقت یہاں نہیں تھی۔“

”نہری ہوگی۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا: ”میں دراصل آپ کی پریشانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔“

”اوہ.... مجھے فون کر دینا چاہئے۔“ سر سلطان نے اٹختے ہوئے کہا۔

عمران انہیں بہت غور سے دیکھ رہا تھا وہ لاکھڑا تے ہوئے قدموں سے برآمدے کی طرف پلٹے گئے۔

(۳)

پولیس کی کارروائی ختم ہو جانے کے بعد عمران نے سر سلطان سے کہا: ”آپ کچھ چھپا رہے ہیں؟“

”کیا چھپا رہا ہوں؟“ سر سلطان دفعتاً چونک پڑے اور ان کے چہرے کی زردی بڑھ گئی۔

”مقتول آپ کے لئے کس نام تھا؟“

”قلعی منام تھا۔“

”پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مجرم کی اس حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے!.... ظاہر ہے کہ آپ پر شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔“

سر سلطان خاموش رہے اور عمران کہتا رہا: ”اگر آپ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہے تو اسے دوسری شکل میں ہونا چاہئے۔ قتل یعنی آپ اس صورت میں مقتول نہ صرف واقف ہوتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا علم ہو تاکہ آپ کے اور اس کے تعلقات اچھے نہیں تھے۔“

”فحیک ہے!“

”پھر آپ کی پریشانی فضول ہے۔“

”میں کیا بتاؤں!.... کہ....“ وہ پھر کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

اور عمران موضوع بدل کر بولا: ”اب میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

”تم.... میں خود نہیں بتا سکتا کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکو گے۔“

”ممکن ہے کچھ کریں سکوں۔ لیکن اسی صورت میں جب کہ آپ مجھے کسی معاملے میں بھی اندھیرے میں نہ رکھیں۔“ عمران نے کہا۔

سر سلطان کچھ سوچتے لگے۔ پھر انہوں نے کہا: ”دیکھو عمران!.... میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ تم قاتل کو ڈھونڈ لیاؤ۔“

”میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ لیکن اس صورت میں بھی آپ میرے کچھ سوالات کے جواب دینے پر مجبور ہوں گے.... میں اس بے تکلفی کی معافی چاہتا ہوں۔“

”کوئی بات نہیں!“ سر سلطان نے مسکراتے کی کوشش کی۔ وہ آہستہ آہستہ خود پر قابو پا رہے تھے۔ دیر ہوئی لاش وہاں سے اٹھ چکی تھی اور پولیس والے بھی جا چکے تھے۔

”اس دوران میں آپ کا کسی سے بھگڑا ہوا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں قلعی نہیں۔“

”کیا آپ کی ترقی کے سلسلے میں کسی دوسرے کی حق غلطی ہوئی ہے؟“

”فحیک یہ بات بھی نہیں ہے۔“

”آٹا و بچہ رات کو سوئے وقت ضرور ڈرے گا۔“ عمران سمجھدی گی سے یو لا..... پھر ایلوؤں کی طرف تہ دیدے نکام کہے گا۔ ”جناہ والا!..... اگر یہ لاش پر ملی تھی.... تو آپ اسے اب تک پیچھا کیوں رہے..... میں حقیقتاً اب صرف یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔“

”کیا تم بھی مجھ پر کسی قسم کا شبہ کر سکتے ہو؟“ سر سلطان نے کہا۔

”اچھا تو اب مجھے اجازت دیجئے.....“ عمران نے سر سلطان کی طرف دیکھے بغیر کہا۔
 ”اچھی بات ہے۔“ سر سلطان نے اٹھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
 چیسے ہی وہ اٹھنے لگے کپڑوں سے ایک چھوٹی سی تصویر نکل کر فرش پر گر پڑی۔ اور ”

عمران کرسی کا ہتھا کھٹکتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔ لیکن وہ اب بھی سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"بس اب جاؤ" دفتر سر سلطان نے آگے بڑھے جس میں کہا۔ "میری کچھ نہیں آتا کہ میں یہ بات کہاں سے شروع کروں؟"

"آر آپ کی کچھ میں نہیں آتا.... تو پھر مجھے ہی شروع کرنے کی اجازت دیجئے۔" عمران نے کہا۔

"کیا؟"

"اس تصویر کے متعلق.... میں اپنی یادداشت پر زور دے سکتا ہوں۔"

"تو کیا تم اسکے بارے میں کچھ جانتے ہو؟" ایک بہ یک سر سلطان سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"یقیناً...."

"کیا جانتے ہو....؟"

"جی کہ دنیا کا ایک پر اسرار ترین آدمی آپ کے پیچھے پڑ گیا ہے۔"

"کون؟.... تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"دیکھئے.... اب میں جا رہا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اس کے متعلق پھر کبھی گفتگو کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس آدمی تک پہنچ ہی جاؤں۔ جسے مقتول نے فون کیا تھا.... میرا دعویٰ ہے کہ وہ آپ کے بچنے کے آس پاس ہی منڈلا رہا ہو گا۔"

عمران کو توقع تھی کہ سر سلطان اسے ضرور روکیں گے لیکن سر سلطان نے بیٹھے ہی بیٹھے اہوائی معاملے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

حقیقت یہ تھی کہ عمران اس تصویر کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ دیسے اس نے اپنی دانست میں اڑنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سر سلطان سے تصویر کے بارے میں سب کچھ اگلو لے گا۔ لیکن سر سلطان اس معاملے میں بالکل ہی غصہ ثابت ہوئے۔ عمران نے کسی پر اسرار آدمی کا تذکرہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے ان کے چہرے پر حیرت کے آثار ضرور پیدا کر دیئے تھے۔ لیکن وہ خود سے کچھ کہنے کی بجائے عمران کے آگے بڑھنے کا انتظار کرتے رہے.... اور عمران.... عمران کو کھٹکتا آسمان کام نہیں تھا وہ چلتے چلتے رک کر بولا۔

"لاش کی تصویریں حاصل کر کے مجھ بھیج دو بیٹے گا.... میں نہیں چاہتا کہ کمیشن فیاض سے اس مسئلے پر الجھوں.... آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہم دونوں کے تعلقات کتنے استقامت ہیں۔"

پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

(۴)

عمران کا خیال سو فیصدی درست نکلا۔ سر سلطان کے بچنے سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آدمی نظر آیا جو اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ لباس سے خوشحال معلوم ہوتا تھا۔ عمران کی کار اس کے قریب سے گزر گئی۔ عمران سوچ رہا تھا۔ ممکن ہے یہ وہ آدمی نہ ہو کیونکہ ایسے حالات میں جب کہ پولیس وہاں سے ایک لاش لے گئی تھی اس کا وہاں ظہور ناممکن ہی ہوتا.... لیکن اس سلسلے میں کوئی واضح رائے نہیں قائم کی جاسکتی تھی.... ہو سکتا ہے وہ پولیس کی کارروائی ختم ہو جانے کے بعد وہاں پہنچا ہو.... اسے اس کا علم ہی نہ ہو سکا ہو کہ تھوڑی دیر قبل وہاں کیا ہو چکا ہے۔

یہ غریب آدمیوں کی بستی تو تھی نہیں کہ لوگ تھنوں سڑک پر کھڑے ہو کر اس واقعہ کے متعلق چہ گوئیائیں کرتے.... یہاں اس طبقے کی آبادی نہیں تھی جس کے افراد کسی آوارہ گئے کی اچانک موت پر بھی افسوس کرنے کے لئے اٹھتا ہو جاتے ہیں۔

یہاں سے پولیس تھوڑی دیر قبل ایک آدمی کی لاش لے گئی تھی لیکن اب ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات یہاں نہ ہوئی ہو.... بس تھوڑی دیر کے لئے مکافوں کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ کچھ لوگ سڑک پر نکل آئے تھے.... اور پھر کچھ بھی نہیں.... گویا پرندوں کے جھنڈ پر کسی شکاری نے گولی چلائی.... ایک گرا.... دوسرے لڑ گئے.... اس کے بعد نیچے وہی زمین اوپر وہی بیکراں نکلا آسمان.... اور دونوں کے درمیان وہی اڑتی سٹانا....

عمران کی کار اس آدمی سے زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ رفتار پہلے ہی سے کم تھی۔ عمران ایک دور اپنے پر اسے روک کر وہ بنگو کی درمیانی جگہ میں اس طرح بیک کرنے لگا جیسے غلط راستے پر نکل آنے کے بعد واپس ہونا چاہتا ہو۔ مگر اس کی کار دوبارہ سڑک پر نہیں آئی۔ عمران اسے روک کر نیچے ہڑ آیا۔ گلی کے موڑ پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہ آدمی اب بھی وہیں کھڑا ہے لیکن اب وہ تھا نہیں تھا اور نہ اب اس کے انداز میں پہلے کی سی بے فکری تھی.... وہ ایک دوسرے

کیے اور بحر وہاں آپ کے نمبر کھانٹ چھپ گئے۔ اسی طرح دونوں طرف کے نمبر چھپ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اب آپ غالباً سمجھ گئے ہوں گے۔۔۔۔۔ کہ میں سیدھا نہیں کیسے پہنچ گیا۔۔۔۔۔

عمران نے یہ غپ کچھ اس انداز میں ہانگی کہ اچانک نمبر کے چہرے پر زردی پھیل گئی۔۔۔۔۔ اس کے ساتھی کی حالت تو اس سے بھی زیادہ اتر چکی۔۔۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے پیچھے پودوں میں مزید سانپوں کے لئے جگہ ہی نہ رہ گئی ہو۔

”آپ کون ہیں؟“ نمبر نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

”کیا اب بھی یہ تانے کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ میں کون ہو سکتا ہوں؟۔۔۔۔۔“
”پولیس!۔۔۔۔۔“

”سو فیصدی۔۔۔۔۔ جناب!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اب آپ جو کچھ بھی کہیں گے۔۔۔۔۔ سوچ کر کہیں گے۔“

”میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔ کہ یہ سب کیسے ہوا۔۔۔۔۔“ نمبر آہستہ سے بڑبڑایا۔

”کیا تم کہیں تنہائی میں نہیں چل سکتے؟“ عمران نے کہا۔ ”آپ بھی معزز آدمی ہیں۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بات عام آدمیوں میں پھیلے۔“

”اوہ۔۔۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!“ نمبر جلدی سے بولا۔ ”میرے آفس میں چلے۔“

وہ تینوں وہاں سے اٹھ کر نمبر کے آفس میں آئے۔

عمران نے خود ہی گفتگو پیچڑ دی۔ ان کے بلنے کا انتہار نہیں کیا۔

”اسے دوسرے بنگلے میں ہلاک کر کے لاش سر سلطان کی کپڑوں میں ڈال دی گئی تھی۔۔۔۔۔ آپ کو فون کرنے کے لئے سر سلطان کے نمبر استعمال کئے گئے۔۔۔۔۔ میں تو آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ مقتول نے فون پر آپ سے کیا کہا تھا۔۔۔۔۔“

نمبر کچھ نہیں بولا۔

عمران اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ پھر اسی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”مقتول کون تھا؟“

”نگارو کا ایک حصہ دار۔۔۔۔۔ مسٹر کرار۔۔۔۔۔“ نمبر نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

”کرار اور حصہ دار کا تافیہ مجھے پسند آیا۔۔۔۔۔ بہر حال۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ جناب وہ پتھر کیا تھا؟“

”میں کسی پتھر سے واقف نہیں!“ نمبر نے کہا۔ ”نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ وہاں پہنچے کس طرح۔“
”بلاشبہ آپ یہ نہیں جانتے کہ مقتول وہاں کیسے پہنچا تھا۔۔۔۔۔ لیکن پتھر سے تو آپ واقف ہیں اس سلسلے میں آپ جھوٹ بول کر کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ میں اس گفتگو کے ایک ایک لفظ سے واقف ہوں جو آپ دونوں کے درمیان فون پر ہوئی تھی۔“
نمبر پھر خاموش ہو گیا۔

”بتا دیجئے میں آپ کا فائدہ ہے۔“ عمران نے کہا۔ ”دوسری صورت میں آپ اپنی خطرناک پوزیشن سے تو واقف ہی ہیں۔ کیونکہ معاملہ ہو مڈیا ہارمنٹ کے سیکرٹری کا ہے۔“
نمبر سر جھکا کر گہری سانسیں لیتا رہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ جلدی کیجئے۔۔۔۔۔ میرے پاس وقت کم ہے۔۔۔۔۔ ورنہ آپ کو اس کا جواب بھی دینا پڑے گا کہ لاش سر سلطان کی کپڑوں میں کیوں ڈالی گئی تھی۔۔۔۔۔ اور شاید آپ کے فرشتے بھی اس کا جواب نہ دے سکیں۔ ویسے آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ کسی بات کو اگلوانے کے سلسلے میں پولیس والے جہنم کے فرشتوں سے کم نہیں ہوتے اگوتے، بہرے اور اندھے، صرف ان کے ہاتھ مشینوں کی طرح چلتے رہتے ہیں۔ وہ نہ بول سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔“
”لیکن۔۔۔۔۔ کیا یہ ضروری ہے کہ آپ میرے بیان پر یقین ہی کر لیں!“

”اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ ”آپ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ لیکن میں آپ کی زبان سے کچھ نہ کچھ سنا ضروری سمجھتا ہوں۔“

نمبر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ ”کرار صاحب ایک آدمی کے پتھر میں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے اس آدمی پر قابو پایا تو مال مال ہو جائیں گے۔“
”وہ آدمی کون ہے؟“

”یہ انہوں نے نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔ البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ کرار صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ جنوبی افریقہ میں گزرا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ آدمی وہیں سے تعلق رکھتا تھا۔“

”کیا وہ آج کل سیکڑے ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ہی ہاں اگر کرار صاحب نے تو یہی بتایا تھا۔“

”کہاں ہے؟“
”کون ہے؟“

”یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون ہے.... لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اس کا قیام سیٹھ واؤڈ کے مہمان خانے میں ہے.... شاید آپ کو علم ہو کہ سیٹھ واؤڈ کی تجارت افریقہ میں بھی ہے اور یہاں انکھران کے پاس افریقی تاجر آتے رہتے ہیں.... اس کے لئے انہوں نے خاص طور سے ایک مہمان خانہ بنا رکھا ہے۔“

”ہوں....“ عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا.... وہ کچھ سوچ رہا تھا.... پھر اس نے کچھ دیر بعد پوچھا ”کرار نے آپ کو اس کا نام یا حلیہ تو یقیناً بتایا ہوگا۔“

”جی نہیں! نہ میں نے پوچھا اور نہ انہوں نے بتایا۔ ویسے میں انہیں بہت قریب سے جانتا تھا۔ وہ کیا گری کے خطا میں جلتا تھے.... اور مجھے اس موضوع سے ذرا براہ بھی دلچسپی نہیں، کیونکہ یہ چیز بالکل نشیاتی کی طرح آدمی کے وجود سے چٹ جاتی ہے۔ کرار صاحب اپنے بھی کافی دولت مند تھے۔ لیکن سونا بنانے کا خبط ان پر بری طرح سوار تھا چوبیس گھنٹے وہی پکرا“

”اچھا....“ مجھے کرار صاحب کا بڑا ٹوٹ کر ادب ہے۔“ عمران نے جب سے نوٹ بک نکالنے ہوئے کہا۔

”تیر وارنٹس روڈ.... وہ وہاں تمہارے تھے۔“

”ان کے اعزہ....“

”مجھے تو ان کے کسی بھی عزیز کا علم نہیں۔ انہوں نے کبھی کسی کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔“

”آپ کی تعریف....“ عمران نے فیملر کے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”میرے اسٹنٹ.... مسٹر تجویر۔“

”اچھا! صرف ایک سوال اور....“ عمران نوٹ بک بند کر کے جیب میں رکھتا ہوا بولا۔

”کیا کرار صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ اس شخص پر قابو پانے کے لئے اسے آپ کی مدد

کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے۔“

”جی ہاں! انہوں نے کہا تھا.... ان کا خیال تھا کہ وہ بہت خطرناک اور انتہائی چالاک آدمی

ہے.... اور ایک بڑا مجرم بھی.... لہذا میں ان کی مدد کرنے پر تیار تھا۔ کیونکہ مجھے مجرموں سے

ذرا براہ بھی ہمدردی نہیں ہوتی۔“

”خوب!“ عمران مسکرایا.... ”آپ کو تو پولیس آفیسر ہونا چاہئے تھا.... اچھا جناب بہت

بہت شرم!.... ہو سکتا ہے کہ.... میں پھر آپ کو تکلیف دوں۔“

”میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں....“ فیملر نے بڑے غلوں سے کہا۔

(۵)

تھوڑی سی دیر بعد عمران کی کار مارشیں روڈ کے حیر حویں بنگلے کی کپڑاؤں میں داخل ہوئی۔

بگڑا شاعر تھا اور پائیں باغ کی حالت سے کرار کی خوش مذاقی ظاہر ہو رہی تھی۔

عمران کی کار پر ٹیکہ میں جیسے ہی رکی۔ ایک قوی بیکل آدمی دابنے بازو کے کمرے سے نکل

کر باہر برآمدے میں آگیا.... اس پر نظر پڑتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لی.... عمران

اس سے ابھی طرح واقف تھا یہ پتہ تھا.... ایک پیش درمک باز.... جس کا شمار شہر کے

بہ معاشروں میں ہوتا تھا.... وہ بھی عمران سے نہ صرف واقف تھا بلکہ اسامند بھی تھا.... ایک

بار عمران نے اسے ایک مشہور قمار باز گروہ کے پیچھے سے رہائی دلائی تھی.... ورنہ وہ ایک بڑی

رقم کے ساتھ اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔

عمران کو کار سے اترتے دیکھ کر وہ اس کی طرف لپکا۔

”ارے.... آپ ہیں....“ اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ”یعنی آپ لاہر کیسے

بہول پڑے۔“

”ہاں....! میں ایک ضرورت سے آیا ہوں۔“ عمران اس کے ساتھ برآمدے میں داخل

ہوا اور بولا۔

”میرے لائق کوئی خدمت.... عمران بابو!.... میں ساری زندگی آپ کا احسان یاد رکھوں

گا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا رہوں گا کہ آپ اپنی صلاحیتیں بیکار ضائع کر رہے ہیں اگر آپ

صرف تھوڑی سی توجہ دیتے تو دنیا کے اچھے مکا بازوں میں آپ کا شمار ہو سکتا تھا۔ مجھے آپ کے

وہ کے کبھی نہ بھولیں گے، جو آپ نے رکشمن کے گروہ پر سائے تھے۔“

”کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ میں بین بڑی اچھی بھاسکتا ہوں!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ لیکن

فی الحال اس تذکرے کو رہنے ہی دو۔ مرنے سے قبل میں ایک بار اس مسئلے پر ضرور غور کروں گا

کہ مجھ میں کس قسم کی صلاحیتیں زیادہ ہیں۔“

”آپ جو کچھ بھی فرمائیے.... میں ہر کام کے لئے حاضر ہوں۔“

"تم کمرار کے ملازم ہو۔"

"جی ہاں! میں انہیں مکابازی سکھاتا ہوں.... آپ تشریف رکھیے!... آپ کے لئے کافی بنوا دوں یا کوئلہ ڈرنگ۔!"

عمران ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا ہوا۔ "کیا کمرار صاحب کچھیلی رات.... مگر ضمیر.... کیا تم مستقل طور پر یہیں مقیم ہو۔"

"جی ہاں! کمرار صاحب مجھ پر بہت مہربان ہیں.... انہوں نے مجھے ایک کمرہ دے رکھا ہے.... اور میرے آرام کا خیال رکھتے ہیں۔"

"کچھیلی رات وہ جگہ ہی میں تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" پھر بے اختیار چوک پڑا۔

"میری بات کا جواب دو پھر!"

"جی ہاں!.... مگر نہیں.... وہ صرف ساڑھے نو بجے رات تک، یہاں تھے.... اس کے بعد سے شاید اب تک واپس نہیں آئے۔"

"یہ کوئی ایسی تشویش کا بات بھی نہیں! کیوں؟" عمران نے سوال کیا۔

"جی نہیں!.... وہ اکثر تین تین دن تک یہاں نہیں آتے! مگر آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کیا انہیں کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔"

"پھر! تم فی الحال صرف میرے سوالات کا جواب دو۔ اس کے بعد جو کچھ بھی پوچھو گے، یہ درجہ بتا دوں گا۔"

"بھتر ہے۔"

"کیا کمرار صاحب کو کوئی حادثہ پیش آسکتا تھا؟"

"جی دیکھیے!.... بات دراصل یہ ہے.... مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ آپ سے کچھ چچا سکوں.... لیکن اتنا آپ جانتے ہوں گے کہ بعض معاملات میں برے آدمی بھی ضمیر رکھتے ہیں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں اور تمہاری اس صفت سے بھی واقف ہوں کہ تم وعدہ خلافی نہیں کرتے.... تم نے مجھ سے ایک بار وعدہ کیا تھا کہ اب اچھے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرو گے.... اور تم اس پر قائم ہو.... لیکن.... ہاں! میرا خیال ہے کہ تم کمرار صاحب کو ان کے

احسان کے عوض کسی افرام سے بچانا چاہتے ہو!"

"جی ہاں! پھر اطمینان کی سانس لے کر یوں!" بالکل یکنی بات ہے۔"

"لیکن پھر.... تمہیں یہ سن کر افسوس ہو گا کہ آج وہ پیر کو کمرار صاحب قتل کر دیے گئے۔"

"کیا؟ پھر پھل کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔"

"ہاں! ان کا قتل پر اسرار حالات میں ہوا ہے۔"

"میرے خدا...." پھر حطربان انداز میں اپنی بیٹھائی پر گزرتے لگا۔

"اسلئے یہ پوچھنا ضروری ہے۔ ممکن ہے تمہیں اس کے متعلق کچھ معلوم ہو۔" عمران نے کہا۔

"کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قتل میں میرا ہاتھ ہے؟"

"تم بھر غلط سمجھو۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم اپنے وعدہ کے مطابق عرصہ سے

باجزت طور پر زندگی بسر کر رہے ہو.... میرا مطلب یہ ہے کہ کمرار صاحب کو اس حادثے کا اندیشہ پہلے سے رہا ہو گا۔"

"کیوں؟ ایسا قیام نہیں!"

"میرا خیال ہے کہ تھا۔" پھر کچھ سوچتا ہوا ہوا۔ "انہوں نے مجھ سے کسی غیر ملکی کا تذکرہ

کیا تھا جو شامہ بیٹہ واد کے مہمان خانے میں مقیم ہے۔"

"وہ تذکرہ کس قسم کا تھا؟"

"ان کا کہنا تھا کہ اگر وہ کسی طرح قابو میں آجائے تو بہت بڑا مالی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے!"

"کیا کمرار ہی ایسا آدمی تھا؟"

"جی نہیں! اس سے پہلے میں نے ان کی زبان سے اس قسم کی گفتگو کبھی نہیں سنی تھی۔"

حالانکہ مجھے ان کے ساتھ رچے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے.... انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ

وہ غیر ملکی ایک بہت بڑا عزم بھی ہے۔"

"نام تو بتایا ہو گا۔"

"جی نہیں! انہوں نے کہا تھا کہ شاید انہیں اس سلسلے میں میری مدد کی ضرورت پیش آئے۔"

عمران سوچ میں پڑ گیا.... جب پھر جیسا خطرناک آدمی کمرار کے پاس موجود تھا تو اسے

دھوکے شہر سے مدد طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اس کے لئے آگ کے سمندر میں

بھی چلا لگ لگاتا.... اور پھر پوچھا کھسا آدمی تھا۔ یہ چیز کرار کے بھی علم میں بھی رہی ہوگی۔
لہذا یہ سوچنا ہی فضول ہے کہ پھر ٹیلیفون ڈائریکٹری میں کرار کے بتائے ہوئے نمبر نہ تلاش کر
پاتا.... مگر ہو سکتا ہے کہ یہاں فون ہی نہ ہو۔

"کیا یہاں فون ہے؟" عمران نے پوچھ سے پوچھا۔
"جی ہاں!"

عمران پھر سوچنے لگا۔ یہاں فون بھی موجود ہے۔ پھر آخر اس نے مدد کے لئے ٹھکانہ کے
منجبری کو کیوں رنگ کیا.... اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ٹھکانہ کا منجبر بھی اس معاملے سے
گہری دلچسپی رکھتا ہے.... یہ اور بات ہے کہ بات گزر جانے پر وہ اس سے بے تعلقی ظاہر کرے۔
"تم سے کرار صاحب کس قسم کی مدد چاہتے تھے؟" عمران نے پوچھ کر پھر مخاطب کیا۔
"کیا آپ خود ہی نہیں سوچ سکتے کہ وہ مجھ سے کس قسم کی مدد چاہتے رہے ہوں گے....
میں ابھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ کسی خطرناک آدمی کے پتھر میں تھے۔"

"انہوں نے جنہیں اپنا پلان بھی بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں.... میں پلان سے واقف نہیں تھا.... البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ ایک آدمی
نے ان کی توجہ اس افریقی تاجر کی طرف مبذول کرانی تھی۔"
"کس نے؟"

"ٹھکانہ کے منجبر.... نے۔"

"اوہ....؟" عمران نے ایک طویل سانس لی.... اور پھر کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہے۔

پھر پوچھنے عمران پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی اور عمران نے اسے سب کچھ بتا دیا علاوہ اس
کے کہ وہ ٹھکانہ کے منجبر سے پہلے ہی مل چکا تھا۔

"اچھا پو!؟" عمران نے بولا۔ "یہ بتاؤ.... مگر اچھی طرح سوچ کر! کیا کرار نے تم سے خاص طور پر
اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ وہ یہ سب کچھ ٹھکانہ کے منجبر کی ایما پر کر رہا ہے۔"
"منجبر نے! واقعی اس کے متعلق مجھے سوچنا پڑے گا کہ یہ بات کیسے نکلی تھی.... مگر کیا
آپ ٹھکانہ کے منجبر پر بھی اس سلسلے میں کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں؟"

"اب تم میری بات کا جواب دو۔ لیکن جنہیں اس کا جواب بھی دینا پڑے گا کہ تم نے یہ
کیوں پوچھا ہے؟"

"میں جیتنا جواب دوں گا.... مجھے یہ کوئی گہری سازش معلوم ہوتی ہے ہاں دیکھئے مجھے یاد
آئی کہ کرار صاحب کے منہ سے یہ بات عائد غیر ارادی طور پر نکل گئی کہ اس معاملے میں ٹھکانہ
کے منجبر کا بھی ہاتھ ہے.... لیکن اس کے بعد انہوں نے اس طرح اسے ٹالنے کی کوشش کی
تھی جیسے اس بات کی کوئی اہمیت نہ ہو۔"

"شکریہ پو!؟" عمران سر ہلکا کر بولا.... "اب تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ کرار صاحب بے وارغ آدمی نہیں تھے.... ان کا دامن بھی جرم کے دھبوں سے
پاک نہیں تھا.... اور یہ بات شاید مجھے آج سے پندرہ دن پہلے معلوم ہوئی تھی.... وہ شراب
کے استہکارتھے اور ٹھکانہ کا منجبر بھی اس جرم میں برابر کا شریک تھا۔"
"جنہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی تھی؟"

"ایک رات وہ بیت زیادہ نشے میں تھے۔ اسی حالت میں انہوں نے سب کچھ اٹھنا شروع
کر دیا تھا۔ شاید اس رات ٹھکانہ کے منجبر سے کسی بات پر ان کا جھگڑا ہو گیا تھا.... عائد آپ سمجھ
گئے ہوں گے۔"

"بالکل سمجھ گیا.... پو!.... ایک بار پھر شکریہ.... یہاں تمہارے علاوہ اور کون ہے؟"

"تمہیں تو کر....؟"

"کرار کے کسی رشتہ دار سے واقف ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ ان کا کوئی رشتہ دار نہیں.... لیکن میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔
انہوں نے بھی کسی کا تذکرہ نہیں کیا۔"

"میں اس کے متعلق تو کرکوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"ظہر ہے! میں انہیں بلاتا ہوں۔"

پوچھا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تین تو کرار کے ساتھ واپس آئے لیکن ان سے بھی عمران کو کرار
کے اعزہ کے متعلق کچھ نہ معلوم ہو سکا۔ تقریباً چارہ یا تین منٹ تک وہ ان سے سوالات کرتا رہا۔
پھر اس نے پوچھ سے کہا کہ وہ ٹھکانے کی تلاش لینا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پوچھ اس پر اعتراض

نہیں کر سکتا تھا.... کیونکہ خود اسے اپنی گردن بھی اس کیس میں پھنسی نظر آ رہی تھی۔

(۶)

دن دو بجے ہی عمران پھر سر سلطان کے بیٹنگے میں جا پہنچا.... سر سلطان چند دوسرے لائے آفیسروں کے ساتھ لان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں عمران کے والد مسٹر رحمان بھی تھے۔ مسٹر رحمان سی بی آئی کے ڈائریکٹر جنرل تھے۔

سر سلطان عمران کو دیکھتے ہی ان لوگوں سے معذرت کر کے اٹھ گئے۔

پھر وہ عمران کو اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لائے۔

”کیوں؟ کیا خبر ہے؟ تمہارے باپ نے تمہیں دیکھ کر بہت برا سامنا بنایا تھا۔“ سر سلطان نے مسکرا کر کہا۔

”باپ ہر حال میں باپ ہوتا ہے۔ خولہ بیٹے کو اس کا منہ بٹانا پسند ہو یا ناپسند ہوا خبر یہ ہے جناب کہ مرنے والے کا نام کرنا تھا اور قیام گاہ مارشلز روڈ پر ہے۔ تیرھواں بلک۔“ مقتول ذی حیثیت آدمی تھا۔“

”تم واقعی ہیروں میں تولے جانے کے قابل ہو۔“ سر سلطان نے کہا۔ ”سی بی آئی والے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے۔“

”وہ شراب کا اسلگر تھا.... مگر وہ اس کی زندگی اسکل آؤٹ کر دی۔“

”کیا مطلب؟“

”کیا آپ مجھے بھولی افریقہ کے متعلق کچھ بھی نہیں بتائیں گے؟“ عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔ لیکن سر سلطان اس طرح اچھل پڑے جیسے پتھر نے ڈنک مارا ہو۔

”آخر آپ اس سے ڈرتے کیوں ہیں؟“ عمران نے اندھیرے میں تیر پھیکا.... لیکن وہ تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا.... کیونکہ سر سلطان کا چہرہ دو فٹ سا زرد ہو گیا تھا۔

”تم جی جی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔“ وہ مضطربانہ انداز میں بولے! ”مجھے تم پر بہت اعتماد ہے.... اگر تم میرے بیٹے ہو تے۔“

”ہاں.... جب میں سو فیصد نالائق ہوتا.... کوئی غلط بات نہ کہہ دیتے گا.... بیٹا ہو ہی تو بہت بُری بات ہے۔“

”عمران بیٹہ پہلو۔ میں سخت الجھن میں ہوں.... مجھے یقین ہے کہ تم نہ صرف میری مدد کرے گے بلکہ رازداری بھی برقرار رکھو گے۔ میں ایک بہت بڑے بلیک میلر کے پتھر میں پڑ گیا ہوں۔“

عمران ایک گری پر ٹپک گیا۔

”میں نے اسے آج تک نہیں دیکھا۔“ سر سلطان نے کہا۔ ”تمہیں علم ہے کہ میں پہلے فرانس کے سفارت خانے میں تھا اور پھر اس میں میرا قیام تقریباً سات برس تک رہا ہے۔ وہیں مجھے اس پر اسرار آدمی سے دوچار ہونا پڑا۔ پتہ نہیں کس طرح اسے میرا ایک راز معلوم ہو گیا۔ ایسا راز جس کے ظاہر ہو جانے پر کسی طرف کا نہ رہا ہو گا۔ بہر حال پیرس ہی کے دوران قیام میں مجھے اس بات کا علم ہوا کہ کوئی اور بھی اس راز سے واقف ہے۔ مجھے بذریعہ ڈاک اس کے حقیق ایک خط موصول ہوا.... اور اس خط کے ساتھ دو کی تصویر بھی تھی۔ جس کی پشت پر ”رات کا مشہور“ تحریر تھا.... خط میں اس راز پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی تھی.... پھر بعد میں ایک کام کے لئے کہا گیا تھا کہ سفارت خانے ہی سے متعلق تھا اور وہ کی گئی تھی کہ اگر وہ کام نہ ہوا تو میرا راز طشت از باہر ہو جائے گا.... خبر بہر حال وہ کام ایسا نہیں تھا جس سے میرا یہ سفارت خانے کا کوئی نقصان ہوتا.... وہ کام کر دیا گیا.... پھر وہ مجھ سے اس کے بعد بھی اکثر چھوٹے موٹے کام لیتا رہا۔ ہر بار مجھے اس کی طرف سے لاف موصول ہوا کرتا تھا.... جس میں الو کی تصویر ضرور ہوا کرتی تھی لیکن اب.... اب وہ شاید آج کل میں مقیم ہے اور مجھ سے بہت زیادہ کام لیتا جا رہا ہے.... ایسا کام جس سے ملک و قوم کا دھار خطرے میں پڑ سکتا ہے.... پہلے اس نے مجھے خدا کا لکھا.... لیکن میری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر یہ حرکت کر بیٹھا.... وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا ہے.... لیکن اگر میں اپنے راز کی پروا نہ کروں تب بھی وہ دوسرے ذرائع سے کام لالے گا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی ہے۔ یعنی جس طرح وہ میرے بڑوں میں ایک واردات کر کے دن دو بجے لاش میری کپڑاؤں میں ڈال گیا.... اسی طرح مجھے بھی ختم کر سکتا ہے.... کیوں.... کیا خیال ہے؟“

سر سلطان خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”ظاہر ہے!“ عمران بولا۔ ”آپ مجھے اتنا دوا کر نہیں بتائیں گے!“

”ہرگز نہیں.... کبھی نہیں!“

"اچھا تو یہی بتا دیجئے کہ وہ اب آپ سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟"
 "میں یہ بھی نہیں بتا سکتا.... تم اسے پوچھ کر کیا کرو گے.... لیکن جہیں یہ کیسے معلوم
 ہوا کہ اس کا تعلق بنوئی افریقہ سے ہے۔"

"بس معلوم ہو گیا.... کیا یہ غلط ہے؟"

"نہیں.... میں نے جس ہی میں اس کے لئے افولہ سنی تھی۔"

"افولہ....؟"

"ہاں.... بات دراصل یہ ہے کہ اس زمانے میں جیس کے کئی حمول خانہ انوں پر اسی اور
 کا محسوس کیا تھا.... اور لوگ اسے وہاں اونی کے نام سے یاد کرتے تھے.... لیکن مجھے ایک بھی
 ایسا آدمی نہیں ملا جس نے اسے کبھی دیکھا ہو۔"

"اس کے متعلق آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟"

"ظاہر ہے کہ میں ایک بلیک میلر کے متعلق کیسی رائے رکھوں گا۔"

"میرا مطلب آپ نہیں سمجھے.... میں پوچھتا ہوں آپ کی دانست میں اس میں کچھ دم
 بھی ہو گا یا نہیں ہی جس مبرا ہو گا.... کہیں کوہد اپنا اور نکلا چوہا کے صدق نہ ہو.... مگر اس
 سے کیا.... وہ یقیناً ایک مجرم ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔"

"تم نے اس وقت جو تصویر دیکھی تھی.... وہ مجھے اسی لاش پر رکھی ہوئی ملی تھی۔" سر
 سلطان نے کہا۔

"میں سمجھ گیا تھا۔" عمران نے کہا۔ "کیونکہ اس کی پشت پر ایک چھوٹا سا خون کا دمہ تھا۔"
 کیا آپ یہ تصویر مجھے دے سکتے ہیں؟"

"تصویر.... ہاں لے جاؤ۔ مگر عمران اسے تلاش کر لینا بڑا مشکل کام ہو گا۔"
 "اسے آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے.... میں سی بی آئی کا کوئی اعلیٰ تربیت یافتہ جاسوس نہیں ہوں۔"
 "لیکن سنو! کسی کو یہ بات معلوم نہ ہونے پائے کہ وہ تصویر لاش پر ملی تھی.... یا اس بلیک
 میلر کا کچھ تعلق میری ذات سے بھی ہے۔"

"آپ مطمئن رہئے۔ ایک بار پھر عرض کروں گا کہ میرا تعلق سی بی آئی سے نہیں
 ہے.... ہاں آپ نے مقتول کی تصویریں منگوائیں یا نہیں؟"

"وہ کل صبح تک جہیں مل جائیں گی۔"

"اچھا تو اب اجازت دیجئے! عمران نے کہا اور سر سلطان کے جواب کا انتظار کئے بغیر باہر
 نکل گیا.... اونی تصویر اسے مل گئی تھی۔"

(۷)

شہر کی سڑکیں راتیں روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں رات بڑی خوشگوار تھی.... خوشگوار
 تھیں حتیٰ کہ آسمان بالوں سے ڈھکا ہوا تھا.... اور ٹھنڈی ہوائیں پانی سے بھری ہوئی محسوس
 ہو رہی تھیں.... بس یہ معلوم ہوتا تھا جیسے تھوڑی ہی دیر میں موسلا دھار بارش شروع ہو
 جائے گی۔ ایسی راتیں عمران کے لئے بڑی دلچسپ اور انتہائی خوشگوار ہوا کرتی تھیں۔

ایسے راتوں سے وہ پوری طرح لطف اٹھاتا تھا۔ مگر اس کے لطف اٹھانے کا طریقہ عام
 آدمیوں کے طریقوں سے مختلف ہوتا وہ اپنا بہترین سوٹ پہن کر باہر نکل جاتا اور بیکیٹا
 پھر تا.... وہ برسات کو شاعروں کی نظر سے دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا وہ برسات کی تعریف میں
 بڑی بڑی ٹھنڈیں کہتے ہیں اس کی دانست میں پاؤں تو دھو ہوتے ہیں.... یا سو فیصدی چار سو
 تھیں.... کیونکہ وہ اپنی کمزکیوں میں اس طرح بیٹھتے ہیں کہ ان پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پڑنے
 پائے.... موسم برسات کی شان میں قصیدے کہتے ہیں کہیں راستے میں بارش آجائے تو اس
 طرح ہی جھوڑ کر بھاگیں گے.... جیسے ملک الموت چھپا کر رہا ہو.... یہی بد ذوق جب شعر کہتے
 بیٹھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے.... جیسے بارش کا ایک ایک قطرہ ان کی روح سے گزر کر زمین پر
 گر رہا ہو!

بہر حال عمران صحیح معنوں میں برسات سے لطف اٹھانے کا قائل تھا اور آج رات تو وہ
 دوبرا فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر چکا تھا۔

آج اس نے گیارہ بجے اپنی کار نہیں نکالی.... کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک موٹر رکشا
 لیا اور چارٹ ہاؤس کے علاقے میں منزل چھٹی کر تارہا۔ حتیٰ کہ بارش شروع ہو گئی۔

"کہاں لے چلوں صاحب؟" رکشا ڈرائیور نے کہا۔ "بارش آگئی۔"

"آگئی؟" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہی ہاں۔"

"اچھا تو پھر مجھے یہیں اتار دو" عمران نے مجید کی سے کہا۔
 "یہاں سڑک پر؟" رکشا والے کے لہجہ میں حیرت تھی!
 "ہاں بھئی!"

رکشارک گیا۔ عمران نیچے اتر کر جیب سے پیسے نکالے لگا۔ بارش بڑی تیزی سے ہو رہی تھی
 ریسٹے والا اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔ عمران نے دم چکائے اور وہاں سے چل پڑا۔... رکشے اور
 شاید اسے کوئی شرابی سمجھا تھا۔

عمران تقریباً سو قدم چلے کے بعد اچھی طرح ٹھیک گیا۔ فلفٹ بیٹ اب بھی اس کے سر پر
 منڈھی ہوئی تھی۔

پھر وہ اس بڑے کپڑوں میں داخل ہو گیا۔ جس میں شہر کے بہت بڑے تاجر سیٹھ دھواڑی
 عمارتیں تھیں۔ ان کی کمر کیوں میں مختلف رنگوں کی روشنیاں نظر آرہی تھیں۔ لیکن بارش کے
 نہ رکنے والے شہر نے ان کی ساری دلکشی لوٹ لی تھی۔ اور پھر ذرا سی دیر میں عمران کے لئے
 برسات میں بھی کوئی دلکشی نہ رہ گئی۔ کیونکہ بارش کے شور کے ساتھ ہی ساتھ وہ کتوں کا شور
 بھی سن رہا تھا اور یہ شور آہستہ آہستہ قریب آتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔... خطرہ سر پر پہنچ گیا۔

اور عمران نے ایک قریبی عمارت کے برآمدے میں چھلانگ لگا دی۔... ساتھ ہی وہ دوہ کے لئے
 بھی بیٹھا۔... تین خطرناک السٹیشن اس پر بھٹ پڑے تھے۔ اور عمران ہٹکتی ہوئی فلفٹ بیٹ سے
 انہیں دھکا رہا تھا۔ اچانک دو راؤد کھلا اور ایک سولہوی آواز سنائی دی۔... وہ کتوں کو ڈانٹ رہی تھی
 عمران کتوں سے بیٹ رہا تھا اس لئے اس کی شکل نہ دیکھ سکا۔ اب وہ بھی کتوں ہی کی طرف بھٹکتے
 اور غرائے لگا تھا۔... کئی سریلے قہقہے اس کے کانوں سے ٹکرائے۔ دو تین نوکروں نے کتوں کے
 پنوں میں ہاتھ ڈال دیئے تھے اور انہیں کھینچتے ہوئے دوسری طرف لے جا رہے تھے!

اب عمران ان لڑکیوں کی طرف مڑا جو اس پر ہنس رہی تھیں۔... یہ چار تھیں۔... اور ان
 میں ایک پوریشن بھی تھی۔

"آپ آدمی ہیں؟ یا گدھے!" پوریشن لڑکی نے جھائے ہوئے لہجہ میں کہا۔
 "میرا خیال ہے کہ میں نے ایک بار بھی گدھے کی آواز نہیں سنا۔" عمران بڑی
 معصومیت سے بولا۔

پوریشن کے علاوہ بقیہ تین لڑکیاں بھرپور ہنس پڑیں۔
 "آپ کون ہیں؟ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"میں... بارش... کتنی تیز ہو رہی ہے... آپ دیکھ رہی ہیں نا۔..." عمران نے ہنسی
 ہوئی فلفٹ بیٹ کو سر سے منڈھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا ٹھپ بالکل ہی بکڑ چکا
 تھا اس کے گوشے نیچے لٹکے پڑے تھے۔ آخر عمران نے اسے باہر پھینک دیا۔
 "لیکن آپ بھونکنے اور غرائے کیوں لگے تھے؟" ایک لڑکی نے ہنسی روکنے کی کوشش
 کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کرتا مجبور رہی تھی۔... میں انہیں ان کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں
 ان سے کلزور نہیں ہوں۔"

کتے اب بھی فلفٹ کے کسی گوشے میں آسمان سر پر اٹھائے ہوئے تھے۔
 "اچھا اب شہر ٹھیک لے جائیے۔" پوریشن لڑکی نے کہا۔ وہ دھما دھما ہنسنے لگی تھی۔
 "آپ دیکھ رہی ہیں کہ بارش..."

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں کہ بارش ہو رہی ہے۔" پوریشن لڑکی بولی۔ "لیکن آپ کے
 کپڑے تو اب ٹھیک ہی چکے ہیں۔..."

"اے لے تو میں گھر نہیں جانا چاہتا۔... بیٹھے ہوئے کپڑے دیکھ کر مٹی اور ڈیڑی گھر میں
 کھینے نہیں دیں گے۔ ڈیڑی بہت قصہ دو آدمی ہیں اور مٹی ان سے بھی زیادہ قصہ دو ہیں۔ جب
 انہیں قصہ آتا ہے تو قدرتی طور پر کئی روز تک ڈیڑی کے کھانے میں ٹھک بہت تیز رہتا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں ایک لڑکی نے پوریشن لڑکی سے کہا۔ "انہیں ضرور پناہ دینی چاہیے۔"

"نہیں مسٹر داؤد!... میں مجبور ہوں۔ آج کل مسٹر داؤد انجینئروں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔"
 "کیا یہ کب کبھی ہوں کہ ڈیڑی بھی انہیں دیکھیں۔"

"میں داؤد میں مجبور ہوں۔... مسٹر داؤد کا حکم!"

تھوڑا جیسے مس داؤد کے نام سے مخاطب کر رہی تھی وہ لڑکی جھلا گئی۔

"آپ میرے ساتھ آئیے۔" اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔
 "نہیں! عمران وردنگ آواز میں بولا۔ "آپ لوگ میری وجہ سے بھگتا رہے ہیں۔ میں چلا

ہلکے دھڑکی میں قدموں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ جو رفتہ رفتہ قریب آتی جا رہی تھیں۔
 "ڈیڈی آرہے ہیں شاید...." حیدرہا کی بیٹی نے انہیں بتا دی۔ "مس داؤد بڑ بڑائی۔"
 دوسرے لمحوں میں ایک دھلا پتلا بوڑھا دروازے میں کھڑا انہیں گھور رہا تھا.... اس کے دھکے
 ہوتے چہرے پر بڑی بڑی اور چرمی ہوئی سفید موٹھیں بڑی لگ رہی تھیں.... آنکھیں بھوری
 اور چھوڑ گئیں۔

اس نے کھٹکتی ہوئی آواز میں کہا "یہاں کیا ہو رہا ہے؟"
 "کچھ نہیں ڈیڈی...." مس داؤد آگے بڑھ کر بولی "یہ بے چارے ہجیک گئے تھے۔"
 "یہ بے چارے اب بھی جھپکے ہوئے ہیں.... بھر؟"
 "میں نے کہا.... یہ اپنے کپڑے خشک کر لیں.... تب تک بارش بھی ختم جائے گی۔"
 "اور اگر بارش نہ ختمی تو؟" بوڑھے نے تیز لہجے میں سوال کیا۔
 "تب بھر...."

"تب بھر کیا؟" جلدی ہو لو.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں۔"
 "تب بھر یہ پلے عی جائیں گے۔"
 "بھڑکیا ہے کہ ابھی پلے جائیں۔" بوڑھے نے کہا۔

عمران کے چہرے پر حقائق کے آثار بحال ہو گئے تھے۔ دیے وہ اس بوڑھے کا بہت توجہ اور
 دلچسپی سے جائزہ لے رہا تھا.... یہی سینہ داؤد قتلہ اس کی ظاہری حالت کہہ رہی تھی کہ وہ
 اصل میں مکمل کا قاتل ہے۔ تیزی سے حرکت کرتی ہوئی آنکھوں سے بے چینی سرخ تھی۔
 "دیکھئے.... میں آپ سے کہہ رہا تھا! عمران نے مس داؤد کی طرف دیکھ کر رودینے والی
 آواز میں کہا۔ "مجھے جانے دیجئے.... بعد دیوں کے مستحق صرف جان بچان والے ہوتے
 ہیں۔ اور نہ لاوارث لاشیں قتل پاوتوں پر پڑی ہوئی کیوں ملیں۔"

"بھوکرم آپ لڑکیوں کو سیاست نہ پڑھائیے۔" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "بہت بھڑ۔" عمران نے کسی کسب سبکی کی طرح معصومیت سے سر ہلا کر کہا۔
 "کوئی ایسی نے ان سے وعدہ کیا قاتل۔" مس داؤد نے کہا۔
 "میں نے تو وعدہ نہیں کیا تھا۔" سینہ داؤد نے جملے جتنے لہجے میں کہا۔

جاؤں گا ہو سکتا ہے یہ میری زندگی کی آخری رات ہو کیونکہ اس وقت سڑکیں پانی میں ڈوبی ہوئی
 ہوں گی.... اور گٹرؤں کے دھکن کھول دیے گئے ہوں گے.... رات کو مجھے یوں بھی کم بخت
 دیتا ہے کسی گٹر میں پاؤں پڑے گا اور میں ہمیشہ کے لئے بدبو دار پانی میں دفن ہو جاؤں گا۔"
 عمران نے خاموش ہو کر ایک گھنٹی سانس لی اور واپس جانے کے لئے مڑا۔
 "نظر کیے؟" مس داؤد نے آگے بڑھ کر کہا "آپ اس وقت تک نہیں جائیں گے جب
 تک بارش ختم نہ جائے۔"

"لیکن وہ صاحب.... کیا.... نام ان کا.... جو انہیں کو دیکھنا نہیں پسند کرتے۔"
 "اوہ.... آپ فکر نہ کیجئے.... میں انہیں سمجھاؤں گی.... وہ میرے ڈیڈی ہیں۔"
 "لیکن اگر وہ میرے ہی ڈیڈی کی طرح غصہ ور ہوئے تو؟"
 "میں نہیں جانتی مس داؤد! حیدرہا بڑ بڑاتی ہوئی چلی گئی۔ "اسکی ذمہ داری آپ پر ہو گی۔"
 "یہ لڑکی بہت بڑ چڑی معلوم ہوتی ہے۔" عمران بولا۔

"ڈیڈی کی نیکڑی سے یہ چلے آپ.... بہت بڑی طرح ہجیک گئے ہیں۔"
 وہ اسے اسی عبارت کے ایک کمرے میں لائیں جہاں فرنیچر وغیرہ نہیں تھا....
 "دیکھئے اس طرف حائل خندہ ہے.... وہاں آپ اپنے کپڑے تبدیل کر لیجئے۔ ایک لڑکی نے کہا۔
 "ہائیں! عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "لیکن میرے پاس دوسرے کپڑے ہیں کہاں؟"
 "کپڑے...." لڑکی سوچ میں پڑ گئی.... پھر ایک شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "اے
 آپ تھوڑی دیر تک بیٹی کوٹ اور بلاؤز میں نہ رہ سکیں گے۔ اتنے میں آپ کے کپڑے بھی
 پریس ہو جائیں گے۔"

اس تجویز پر لڑکیاں ہنسنے لگیں اور عمران احقوں کی طرح ایک ایک کمانہ نکلنے لگا۔
 "آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔" مس داؤد نے سنجیدگی سے کہا "ابھی آپ کہوں سے
 کی ہی زبان میں گفتگو کر رہے تھے.... اب تھوڑی دیر کے لئے عورتوں میں عورت بن جائیے۔"
 "میں کتنا تن سکتا ہوں.... لیکن عورت بننا میرے بس سے باہر ہے کیونکہ عورت کو
 بھونکے بغیر ہی کاٹ کھاتی ہے.... اور کتے کاٹنے سے پہلے ہی معذرت طلب کر لیتے ہیں۔
 نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں.... بارش جیسے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

”میری زندگی میں یہ چھتیں میری ہیں.... مگر آپ کھڑے کیوں ہیں؟“ عمران ہلادی سے فرش پر بیٹھ گیا۔

”آپ پاگل ہیں! جانیے خدا مے لئے!“

”میں خدا کے لئے آیا تھا اور نہ خدا کے لئے جاؤں گا“ عمران نے گہمی ضدی بچہ کی طرح کہا۔ کیا اس قسم کے کہاروں کو مہمان خانے میں جگہ ملے اور آدمی کا پشما سز کوئی پرہیزگار دلاؤ جیسی لاجوں کے کھنکھسے نے کہا تھا۔“

”ہاں.....؟“ سیدہ داؤد کا منہ حیرت سے پھیل گیا ”کیا کہا تم نے؟“

”یہی کہ میں آدمی کا پتلا ہوں.... لو کا نہیں.... جی ہاں!“

”تم کون ہو؟“ واؤ نے ٹو فریوڈ کی آواز سے پوچھا۔۔۔ اس کے چہرے کی ساری خنجریکھت
 یہیں ہو گئی تھی۔

”آپ کیا آپ کو یقین نہیں ہے کہ میں آدمی ہوں؟“

”وہی کی کا مطلب ہے کہ آپ کا تیسرا ہے؟“ مس وادو جلدی سے بولی ”رات کا شہر ہوا“
 مہران نے بڑی محسوسیت سے کہا اور سیٹھ وادو غالباً خود کو مستحیلہ رکھنے کیلئے دیوار سے جھاکا۔
 اسے شہر وادو کی طرف سے آواز کی آواز آئی۔

آنے والی تھی۔ وہ جہاں سے بھی آئی تھیں وہاں دھڑکی ہوئی تھی۔ کیونکہ اس نے
 کھٹکے کیے ہوتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ میں نے ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہ دیا۔
 "میرے والد جانیں!" وہ ہنسنے لگی۔ "ایک... منٹ کے لئے ابھر
 آئی۔"

اسی سے کرے سے باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ داد نے ایک بار بھر سہی ہوئی آنکھوں سے
عمران کی طرف دیکھا اور کرے سے باہر نکل گیا۔

تجلی لڑکیاں ٹاموش کٹری عمران کو گھور رہی تھیں۔ انہوں نے بھی داد دے روئے میں اس قوی تہذیبی کو محسوس کر لیا تھا۔

”ہاں“ عرفان سر ہلکا کر بولا ”جتنی کوٹ.... اور جلاوڑ سے کام چل جائے گا۔ لیکن جلدی
کچھ... سردی محسوس ہونے لگی ہے اگر جلد آسمانوں میں آسمان سر پر اٹھائوں گا۔“
مسکراتے ہوئے بولی عرفان کہ قریب آئی اور اسے گھورتی ہوئی بولی۔

”تھیلدا“ سینٹر دو دوڑنے تھیلدا کی طرف مزے بغیر اسے مخاطب کیا۔ وہ اس کے پیچھے گولی
تھی.... سینٹر دو دوڑنے والے سے کمرے میں ٹھک آیا۔
”جی“ تھیلدا آگے بڑھی۔

”یہ نہیں کو فون کرو“..... سیٹھ دادو نے عمران کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔
جسٹن عمران پر اس بیٹے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا..... وہ گونگے اور بہرے آدمیوں کی طرح ایک
ایک کی صورت دیکھتا رہا۔

”بہت بہتر جناب!“ تھیلما جانے کے لئے مڑی۔

”ظہر وا“ مس داؤد نے حکیمانہ لہجے میں کہا ”یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔
ڈیڈی میں زہر کھالوں گی۔۔۔ آپ مجھے ذلیل کر رہے ہیں۔“

”تھیلما جاؤ!“ سمیٹھ داؤد فریلا۔

تھیں۔ چلی گئی۔

”ڈنڈی! یہ تمہیں ہو سکتا۔“

”تم رائے کمرے میں جاؤ!“ سیٹھ ولود نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں ہرگز نہیں جاؤں گی.... اگر آپ نے انہیں پولیس کے حوالے کیا تو اچھا نہ ہوگا۔“

”کیا تم اسے پہلے سے جانتی ہو؟“ وہ غصاواؤں کا الجھنم ہو گیا۔

”نہیں رام! ان کے ہاں سے بھی واقف نہیں ہوں۔“

”تو تیار رہا غمِ فراق سے“

مس داؤد عمران کی طرف مڑی، جو اب بھی ساوھوڑی کی طرح پالغمی مارے فرش پر تھا۔

”آپ چلے جائے! میں بہت شرمندہ ہوں! خدا کے لئے پولیس کے آنے سے پہلے
جائے.... ڈیڈی تھر ہیں!“

"پولیس کو آنے دیجئے... اس کی پرواہ مجھے نہیں ہے!" عمران نے درویشانہ انداز میں کہا۔

"آپ کون ہیں؟"

"لاحول... ولا قوۃ..." عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے اپنے گلے میں ایک ساٹن بورڈ لٹکا لیتا۔"

"ایڈی یک بیک خوف زدہ کیوں ہو گئے تھے... میری بات کا جواب دیجئے..."

"ارے وہ..." عمران ہنسنے لگا پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "وہ لڑکی بڑی تھکن ہے انہیں بھلے گئی... ورنہ یہیں جلا کر جسم کر دیتا... فقیروں سے دل لگی ہنسی کھیل نہیں ہے... آپ نے میری سیوا کی ہے۔ اس لئے جودل چاہے پوچھ لیجئے... سنے کا نمبر... لائری کا نمبر کسی سنے کا کچھ مل... مقدمے میں کامیابی ہو گئی یا ناکامی... شوہر کالا ہو گیا گورا... وغیرہ وغیرہ... سب..."

"ہاتھ دیکھنا بھی جانتے ہیں آپ؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔ ویسے اسے بہت زور سے ہنسی آرہی تھی۔

"ہاں... جی ہاں!"

"ذرا میرا ہاتھ تو دیکھئے۔"

"لایئے..." عمران نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔

وہ دو یا تین منٹ تک اس کا ہاتھ الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ پھر اسے چھو کر اپنا گال کھانے لگا۔

"کچھ بتایا نہیں آپ نے؟" لڑکی نے کہا۔

"آپ کا یہ عرض کروں... سب ٹھیک ہے... آپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں مگر..."

ناخن بڑھا کر اپنی انگلیوں پر ظلم کیا ہے... قیامت کے دن ان میں کلیں شوک دی جائیں گی... علماے کرام بھی کہتے ہیں..."

"مسٹر..." مس دانوڈ بھیجھلائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اب بروہ کرم آپ یہاں سے کھٹک جائیے۔"

"عمران تھوڑا سا آگے کھٹک گیا۔"

"نہیں سنا آپ نے..."

"کھٹک تو گیا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر دوسری لڑکی سے بولا۔ "کیا آپ آئے"

نہیں دکھائیں گے۔"

"جی نہیں... شکریہ!" جواب ملا۔

"آپ ایسے جیسا میں نوکر دوں گا..." مس دانوڈ نے کہا۔

"نہی کی قسم میں نوکر دوں گے ہاتھ ہرگز نہیں دیکھوں گا!"

"وہاں پھر ٹھہریے..." مس دانوڈ دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی ہوئی۔ لیکن اسے دروازے

کی میں رنگ چلتا چڑا کر نہ رکھی تو جتنی طور تھیلے سے نکل جاتی جو آندھی اور طوفان کی طرح کمرے

میں داخل ہوئی تھی اس بار پھر وہ بری طرح ہاتھ پری تھی۔ شاید اسے دودھ کر ہی آتا تھا۔

"مسٹر... ذرا سنبھلیے... میرے ساتھ آئیے..." اس نے عمران سے کہا۔ عمران فرش

سے اٹھ گیا۔

(۸)

تھیلہ اور عمران بڑی تیزی سے راہداری طے کر رہے تھے۔ آخر وہ ایک کمرے میں داخل

ہوئے اور تھیلہ نے دروازہ بند کر دیا۔

"میں آپ سے معافی چاہتی ہوں!" اس نے کچپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "جو کچھ بھی ہوا

برا ہو گئی میں ہوں۔"

"سب ٹھیک ہے!" عمران بڑبڑایا۔

"ابھی کچھ دیر قبل روشنی نے آپ کے حلق فون کیا تھا... پھر میں نے سوچا کہ یہ آپ

کی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ میں آپ کے بارے میں روشنی سے سب کچھ سن چکی ہوں۔ میں نے اس

سے استعفا بھی کہی تھی کہ آپ کو کچھ دنوں کے لئے یہاں بھیج دے۔ روشنی میری دوست ہے۔"

"ابھا تو اب کام کی بات شروع کر دو۔ مجھے بہت کم فرصت رہتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"مسٹر دانوڈ ایک پرائیویٹ سرائرساں چاہتے ہیں۔"

"اس قسم کے جانور... انکینڈ اور امریکہ کی میں پائے جاتے ہیں۔ اپنے یہاں ان کی

مہیاں نہیں... آگے کہو!"

"نہی ہوا میں جانتی ہوں کہ یہاں پرائیویٹ سرائرساں کے لائسنس نہیں دیئے جاتے۔"

"پھر؟"

"کچھ نہیں اچھے طے ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح اپنا کام چاہی لیتے ہیں۔"

"ابھا... چلا لیتا ہوں... پھر؟"

"پھر یہ کہ یہاں بھی چلائیے" تھیلما نے مسکرا کر کہا۔

"خوب! لیکن کام کی نوعیت؟"

"اتفاق سے یہ مسئلہ کم از کم میرے لئے اکتا اچھا ہوا ہے کہ شاید کام کی نوعیت بھی آپ ہی کو دریافت کرنی پڑے۔۔۔ اتفاق میں آپ کو مانا سکتی ہوں کہ مسٹر داؤد جھپٹے چند روٹوں سے بہت زیادہ خائف نظر آرہے ہیں۔ لیکن خوف کی وجہ انہوں نے مجھے نہیں بتائی۔۔۔ بس وہ ایک پرائیویٹ سرائے میں چاہتے ہیں، جو ہر وقت ان کے ساتھ رہے۔"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتیں؟"

"نہیں۔۔۔ مگر ایک بات اور۔۔۔ وہ نہ جانے کیوں آپ سے بھی ڈر گئے ہیں۔ انہیں یقین ہی نہیں آ رہا کہ آپ وہی آدمی ہیں جس کے لئے میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔"

"تم نے وجہ نہیں پوچھی۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں! وہ کبھی کسی بات کی وجہ نہیں بتاتے۔"

عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا: "تو پھر مجھے صرف ان کے ساتھ رہنا ہو گا۔"

"جی ہاں!"

"اور پھر مجھے بتانا ہو گا کہ وہ کس سے اور کیوں خائف ہیں؟"

"تمہارا نام تھیلما ہے۔۔۔ ہے نا؟"

"ہاں! میرا ایک نام ہے۔۔۔ روشی۔۔۔"

"روشی کو جنم میں جھوٹو۔۔۔ ہاں تو مس تھیلما۔۔۔ مسٹر داؤد کی دوسری بیوی کی کیا عمر ہو گی؟"

"کیوں؟ میرا خیال ہے کہ وہ پچیس سال سے زائد عمر کی نہیں ہیں۔ لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں! میں یقین ہی سے سوچتا آیا ہوں کہ اگر کسی والدہ روڑے کی توجہ ان بیوی کی

اوپر عاشق ہو جائے تو بقیہ زندگی بڑے آرام سے کٹ سکتی ہے۔"

تھیلما حیرت سے اسے سمجھنے لگی۔

"مس تھیلما۔۔۔ ان کا کام کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"شواں۔۔۔ مگر آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔"

"شواں۔۔۔ ایسا یاد نام ہے۔" عمران غلطی سانس لے کر بولا۔

"مسٹر عمران آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"

"یہ بہت فرسٹ کلاس باتیں ہیں مس تھیلما! اگر عاشق ہو نا بری بات ہوتی تو دنیا کی مستعدان

ترین قومیں اپنے عشق کے لئے پھر خیر انداز میں نہ پیش کرتیں۔"

"مسٹر عمران میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتی تھی۔"

"یہ میری بد فہمی تھی۔۔۔ ورنہ۔۔۔ مس تھیلما۔۔۔ جس طرح ہمارے باپ داؤد عاشق

کرتے پہلے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی اس کا حق رکھتے ہیں آپ نے شاید۔۔۔ ہیرا ملی۔۔۔ اور

راہجہ جیوں نہیں پڑھی۔۔۔ ضرور پڑھیے۔۔۔ پھر آپ بھی عشق کی قائل ہو جائیں گی۔۔۔

فی الحال میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے جھگے ہوئے ہیں۔"

"آپ نے مجھے ابھمن میں ڈال دیا ہے۔"

"ارے وہ ابھمن کیسی۔۔۔ اگر آپ نہیں جانتیں تو سمجھا دیجئے گا شواں کو۔۔۔ سچی کہ مجھ

پر عاشق نہ ہوں۔ کمال کر دیا۔ کوئی زبردستی توڑا ہی ہے۔ ویسے اگر عاشق ہو جائیں تو

اچھا تھا۔۔۔ خیر بتائیے۔۔۔ میں سینچہ داؤد کے لئے مفت کام کروں گا۔۔۔ دن رات یہیں قیام

دے گا۔ محض آپ کی خاطر۔۔۔ آپ روشی کی دوست ہیں نا؟"

(۹)

سینچہ داؤد مسٹر بانہ انداز میں عمران کی طرف مڑا۔۔۔ اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کھڑکی

کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہوا ہر جھانک رہا تھا۔

"آپ میرے لئے کیا کر سکیں گے؟" داؤد نے پوچھا۔

"میں۔۔۔ تھمرے۔۔۔ پہلے یہ بتائیے۔۔۔ کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟"

"ہاں؟"

"جس سے آپ خائف ہیں؟"

"میں۔۔۔ کسی سے خائف نہیں ہوں۔"

"پھر آپ کو ایک پرائیویٹ سرائے میں ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟"

داؤد کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر ڈھکی چھپی ذہنی ابھمن موبھس مہنے لگی تھی۔

"کیا آپ اسے نہیں جانتے؟" "دواؤں کی کپاتی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔
"بھلا میں کیا جانوں؟"

"پھر آپ نے الو..... اور رات کے شہزادے کا حوالہ کیوں دیا تھا؟"

"آہ..... وہ....." عمران بچوں کی طرح کلکھاکر فہم پڑا "وہ تو میرے دوست تھے مگر
کہتے ہیں اور میں خوش ہوتا ہوں..... کیونکہ الو کا شاعرانہ نام شہزادہ شب ہے؟"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں جناب..... خیر تو آپ بھی اس کے حلق کچھ نہ کچھ جانتے
ہیں۔" دواؤں نے کہا..... "اگر آپ اسے پہچانتے بھی ہوں تو میں آپ کو مالا مال کر سکتا ہوں....."

"تین لاکھ روپے کم نہیں ہوتے..... میں نے اس کے لئے تین لاکھ روپے الگ کر دیے ہیں۔"
"کیا آپ اسے نہیں پہچانتے؟" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں!....." دواؤں نے چہرہ سرخ ہو گیا۔ "اگر میں اسے پہچانتا ہوتا تو وہ آج زمین پر نہ ہوتا۔"
"بڑی عجیب بات ہے..... مگر آپ اس سے خائف کیوں ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"اس کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔"
"خیر میں سمجھا..... مجھے علم ہے کہ وہ ایک بیک میلر ہے؟" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اور آپ اسے پہچانتے ہیں۔" دواؤں نے مضطربانہ انداز میں کہا۔
"نہیں جناب..... اسے شاید کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔"

"لیکن تمہیں یاد ہے کہ آپ اسے پہچان لیں گے۔"
قبل اسکے کہ عمران کچھ کہتا کسی نے دروازہ پر دستک دی اور ساتھ ہی ایک تسوئی آواز آئی۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟"
عمران نے دواؤں کی بوجھلکٹ محسوس کرتی۔ دواؤں نے عمران کی طرف دیکھا جو جیسے جیسے

کپڑے اتار کر صرف ایک چادر لپیٹے بیٹھا تھا۔
"موقع نہیں ہے۔" دواؤں نے بوجھلکٹے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" سرلی آواز درشت ہو گئی۔ اور دواؤں دروازے کی طرف جھپٹا۔ دروازہ
میں تھوڑا سا دروازہ کر کے آہستہ سے بولا۔ "یہاں ایک اجنبی ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ
تمہارا آنا مناسب نہیں۔"

"کیسی حالت میں؟" عمران نے سرلی آواز پھر سنی۔

"وہ..... وہ اس کے کپڑے بھگ گئے ہیں!..... وہ..... وہی ہے..... روپ عمر دلی فیکٹری
کا ٹائٹلر..... آج یہاں آیا تھا..... بارش میں کپڑے بھگ گئے..... اور اب اس کے جسم پر

صرف ایک چادر ہے۔"
"بھلا....." سرلی آواز پھر تیز ہو گئی "وہ تمہیں کی بچی اب یہاں نہیں رہ سکتی۔"

"اسے یہاں تمہیں نہیں ہے اکیوں خواہ خواہ....." دواؤں گڑبگڑایا۔
"تو پھر کسی اجنبی کی موجودگی بھی کیوں ہے۔"

"نہیں سہمہ یہ حقیقت ہے؟" عمران نے ہلک لگائی۔
پتہ نہیں پھر کیا ہوا..... اچانک سیٹھ دواؤں آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے عمران کی طرف

مڑا اس کے ہونٹوں پر خفت آمیز مسکراہٹ تھی۔
"یہ عورت بھی بڑی فٹی ہوتی ہیں۔ دواؤں نے کہا "دیکھا آپ نے؟"

"فٹی ہیں..... کیا نیٹم صاحبہ تھیں؟"
دواؤں انہات میں سر ہلاتا ہوا بولا "حالا کہ وہ ایک موڈرن عورت ہے لیکن ذہنیت ہزار سال

پہلی رکھتی ہے..... اسے تمہیں کی موجودگی پسند نہیں! لیکن تمہیں کے بغیر میرا کام نہیں چل
سکتا..... آں..... وہ بہت ذہین لڑکی ہے۔"

"ہاں..... آں..... اب ہمیں پھر اصل موضوع کی طرف لوٹ جانا چاہئے۔"
"یقیناً..... یقیناً....." دواؤں نے گوشے سے نکلا ہوا بولا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ آپ کے مہمان خانے ہی میں مقیم ہے۔" عمران نے کہا۔
"وہ کیسے معلوم ہوا آپ کو؟"

"جیسی معلوم ہو گیا شرمش ہونے والی ساری انوکھی باتوں کا مجھے علم رہتا ہے۔"
"پھر آپ اس کی شخصیت سے بھی واقف ہوں گے..... مجھے یقین ہے۔" دواؤں بولا۔

"نہیں! لیکن اب میں اس سے جان پہچان پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"
"آئیے! آپ مجھے پہلا رہے ہیں۔" دواؤں نے کہا "اگر آپ مجھے اس کی شخصیت سے آگاہ
کریں تو کل صبح تین لاکھ کے مالک بن سکتے ہیں۔"

"بڑی عجیب بات ہے جناب! وہ آپ کے مہمان خانے میں مقیم ہے اور آپ اس کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے! مہمان خانے میں اس وقت بارہ آدمی ہیں.... اور ان میں سے کچھ ایک وہی ہے۔"

"لیکن آپ کو اس کا علم کیسے ہوا کہ وہ آپ کے مہمان خانے ہی میں موجود ہے۔"

"خود اسی نے مجھے ایک خط کے ذریعہ اس سے آگاہ کیا ہے۔"

"اس خط کے ساتھ الو کی تصویر بھی رہی ہوگی۔"

"ہو.... آپ یہ بھی جانتے ہیں!" سیٹھ داؤد نے حیرت سے کہا۔

عمران سر ہلا کر بولا "جی ہاں! میں جانتا ہوں! اچھا.... کیا وہ آپ کو کسی معاملے میں جکڑ سکتا ہے؟"

"ہاں آں.... چلے ہی سمجھ لیجئے۔"

"مسٹر داؤد.... ایک بات سمجھ میں نہیں آتی.... آخر اس نے آپ ہی کے یہاں کیوں قیام کیا ہے؟"

"مجھ مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے ایہ جتانے کے لئے کہ وہ ہر حال میں مجھ سے کچھ مطالبات منوا سکتا ہے.... میرے قریب رہ سکتا ہے لیکن میں اس کا کچھ نہیں باز سکتا گا۔"

"کیا حقیقتاً اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں اس کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ ویسے اس وقت جنوبی افریقہ کے تاجر میرے مہمان خانے میں مقیم ہیں۔"

"کیا مہمان خانہ صرف جنوبی افریقہ کے تاجروں کے لئے ہے؟"

"نہیں۔ یہ ضروری نہیں.... چھ تاجر ایسے بھی ہیں جنہوں نے کبھی جنوبی افریقہ کی طرف سے نہ دیکھی ہوگی۔"

"کیا آپ کرنا ہی کسی آدمی سے واقف ہیں؟"

"کیوں؟.... نہیں تو.... یہ نام میرے لئے نیا ہے۔"

"آپ نگارو کے فیئر کو جانتے ہیں؟"

"نہیں میں نہیں جانتا لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"میں پوچھی.... میں نے سوچا...." عمران داؤد کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "ہاں! کیا آپ میرے سوچنے پر بھی پابندی لگا سکتے ہیں؟"

"مطلب یہ کہ اس بات کے سوچنے کی کوئی وجہ ہوگی۔"

"جی ہاں! پائل ای طرح کہ میں آپ سے کراری باتیں کیوں دریافت کر رہا ہوں۔ کرار کو آپ نہیں جانتے.... نگارو کے فیئر سے بھی واقف نہیں۔ لیکن آپ نگارو کے فیئر کے متعلق کچھ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ ایسے کام نہیں چلے گا! داؤد صاحب! آپ کی متعدد کراری اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آپ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کریں۔"

"اور آپ مجھ سے سب کچھ چھپاتے رہیں۔" داؤد مسکرایا۔

"میں کیا چھپا رہا ہوں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ اس بیکل سیکر کو جانتے ہیں؟"

"نہیں۔ میں قطعی نہیں جانتا۔"

"پھر آپ نے اس سلسلہ میں نگارو کے فیئر کا نام کیوں لیا؟"

"آہا.... مسٹر داؤد.... تو آپ نگارو کے فیئر کو جانتے ہیں؟"

"ہاں میں جانتا ہوں لیکن آپ اس سلسلے میں اس کا نام کیوں لے رہے ہیں۔"

اس لئے کہ مجھے یہ بات اسی نے بتائی تھی.... کہ ایک خطرناک آدمی آپ کے مہمان خانے میں مقیم ہے۔"

"ہو...." داؤد مضطربانہ انداز میں اٹھ کر بیٹھنے لگا۔

"لیکن آپ کو اس نے بتایا کیوں؟" داؤد نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

عمران چند لمحوں کے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "کرار نگارو کا ایک حصہ دار تھا۔ کل کسی نے اسے ہمارا حالات میں قتل کر دیا.... کرار میرا مکمل قابل تھا مجھے نگارو کے فیئر سے پوچھ کر کتنی فائدہ اس نے بتایا کہ کرار ایک خطرناک آدمی کے پیچھے تھا.... اس نے نگارو کے فیئر سے کہا تھا کہ اگر وہ اس آدمی پر قابو پا گیا تو کافی دولت پیدا کر سکے گا.... اور فیئر نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ خطرناک آدمی آپ کے مہمان خانے ہی میں مقیم ہے۔"

سکایا ہی اتنی زوردار تھیں کہ گیند اور ریکٹوں کی "کھٹکھٹ" ان میں دب کر رہ گئی تھی۔
کھیل بند ہو گیا۔

پہلے وہ دونوں دور ہی سے عمران کو دیکھتے رہے پھر قریب آ گئے۔ لیکن وہ کہتے کیا
بس کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے۔ عمران کی سکایاں اور ہچکیاں تیز ہوتی چلی
تھیں۔ ان دونوں کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ شاداں اتنی خفیف ہوئی تھی کہ اس کی
پیشانی کی وہ ہلکی سی سلوٹ بھی غائب ہو گئی۔ جو تقریباً ہر وقت نظر آیا کرتی تھی اور محض اس
سلوٹ کی بنا پر اس کے خدوخال مستقل طور پر جیسے معلوم ہونے لگے تھے عمران کے دونوں
ہاتھ بدستور چہرے پر تھے رہے۔ ان دونوں نے پھر ایک دوسرے کی طرف بے بسی سے
دیکھا اور چپ چاپ وہاں سے کھٹک گئے! عمران راہداری میں ان کے قدموں کی آواز سن رہا
رہا جو آہستہ آہستہ دور ہوتی جا رہی تھیں۔

عمران نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔ ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ نمودار
آ نکلیں بالکل خشک تھیں۔
اس نے وہ ریکٹ چنکی سے پکڑ کر اٹھایا جس سے ہاتل کھیل رہا تھا اور جیب سے پرتا ہوا
نفل کر اسے اس میں پیٹ لیا۔

اور پھر اس کے بعد جو گرم چپٹا بھی شاندار فرائض ہی میں داخل تھا۔

(II)

دوسری صبح ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا اور مہمانوں میں سے صرف ہاتل وہی نظر آتا
تھا اور وہ شاداں کے دائیں طرف تھا۔ بائیں طرف کی کرسی خالی تھی۔ یہاں کھانے کی بجائے
کسی کا انتظار نہیں کیا جاتا تھا۔

عمران دیر سے پہنچا۔ واؤ نے سر کے اشارے سے اسے خوش آمدید کہی باقیہ لوگ
خورے دیکھنے لگے۔ عمران کا چہرہ اتر اتر ہوا تھا۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رات بھر جاگ رہا
آ نکلیں کچھ روٹی روٹی سی تھیں۔ اور ان میں سرخ ذورے بہت واضح تھے۔
عمران شاداں کی دائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اس طرح اچھل چڑھنے سے
میں اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔۔۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے شاداں کی طرف دیکھا۔

کر دوسری کرسی پر ہاتھیلا۔ شاداں اسے برابر گھورتی رہی۔
"کیا بات ہے؟"۔۔۔۔۔ "واؤ نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بات یہ ہے کہ اس وقت میرا دلغ۔۔۔" وہ اپنے سر پر ہاتھ چٹاتا
ہوا ہوا۔۔۔ "یعنی کہ میرا دلغ۔۔۔ کچھ یوں یوں ہو رہا ہے۔ کیا کہتے ہیں اسے۔۔۔ رات بھر
بید نہیں آتی۔۔۔ اور۔۔۔ اسے۔۔۔ کوئی خاص بات نہیں۔۔۔ جی ہاں!۔۔۔"

اس نے احتیاط انداز میں زبردستی ہنسنے کی کوشش کی۔۔۔ واؤ کھانے میں مشغول ہو گیا۔
پھر عمران نے بھی ہاتھ ملتا شروع کر دیا۔ شاداں بھی کبھی کبھی اس سے اسے دیکھ لیتی تھی!
ہاتل صرف کافی پی رہا تھا اور اس وقت اس کی توجہ کامرکز واؤ کی لڑکی شاہدہ تھی۔ وہ اسے
اپنے ٹپکوں اور لٹپٹوں سے ہنساتے کی کوشش کر رہا تھا چنانچہ وہ عمران کی طرف پلٹ پڑا۔
"آپ کل رات روئے کیوں لگے تھے؟" اس نے ہنس کر پوچھا۔

"م۔۔۔ میں!۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا۔" نہیں تو مزمز ہاتل۔۔۔!
ہاتل اس کی ہر جھنجکی پر سب لوگ بے تحاشہ ہنس پڑے۔ گفتگو انگریزی میں ہوئی تھی اور
ہاتل اردو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لہذا وہ سمجھا شاید وہ لوگ اسی کی بات پر ہنس پڑے ہیں۔ لفظ
"ہاتل" اس کے بچے ہی نہیں پڑا تھا بہر حال دوسروں کو محظوظ ہوتے دیکھ کر وہ بھی ان کی ہنسی
میں شامل ہو گیا۔

پھر تو ایسا محظوم ہونے لگا جیسے حجت ہی گر پڑے گی۔ عمران البتہ بالکل خاموش تھا اور اس
طرح گہرا گھبراہٹ کی صورتیں نکد رہا تھا۔ جیسے اس کی فنی لازمی ہو۔ اس کی اس حرکت پر
تقریباً کا دوسرا اور شروع ہو گیا اور اس دور میں سب کے ہاتھ پیٹوں پر پہنچ گئے۔ واؤ کو تو اٹھ
ہی جانا پڑا۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا اس کے ساتھ ہی عمران بھی اٹھ گیا تھا۔
ایک راہداری میں عمران نے اسے چالید۔

"آپ نہ جانے کیا بلا ہیں؟" واؤ اس کی طرف مڑ کر متصل آواز میں بولا۔ وہ قہقہہ لگاتے
لگتے بالکل سست پڑ گیا تھا چونکہ اعصابی خلل کامر میں بھی تھا اس لئے اس کا چہرہ اس وقت
ہاتل جتنا ہو رہا تھا۔

"نہرا ہاتل ہے کہ کچھ رات آپ کو پھر کوئی دھمکی ملی ہے؟" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" داؤد بھی یک یک سنجیدہ ہو گیا۔

"میں معلوم ہوا کہ آپ پچھلی رات اپنے کمرے میں بیٹھے رہے ہیں۔"

"جی ہاں! آپ کا خیال درست ہے!" داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا: "مجھے بھر دھمکی ملی ہے کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اس عمارت میں کسی نہ کسی کو قتل کر دے گا۔ اس کا خیال ہے کہ وہ قتل اس کی چیز دہشت کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہو گا۔ اس نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی دلیری اور لا پرواہی کی سب سے بڑی مثال یہی ہے کہ اس نے ایک آدمی کو قتل کر کے دیواروں پر اس کی لاش ہوم سیکر ٹری سر سلطان کی کپڑوں میں پھینک دی۔"

"اچھا تو داؤد صاحب! آپ مجھے اس عمارت میں قتل ہو جانے دیجئے۔" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ قتل کا مطلب نہیں سمجھتے؟" عمران نے اپنی گردن پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا: "میں کہہ رہا تھا..."

"میں نہیں سمجھا... صاف صاف کیسے؟"

"اب کیسے تو اپنے ہاتھ ہی سے اپنی گردن ریت کر آپ کو قتل کا مطلب سمجھا دیں؟"

عمران نے جھلٹکا کا مظاہرہ کیا۔

"آپ کیوں قتل ہونا چاہتے ہیں؟" داؤد نے حیرت سے سوال کیا... اور پھر اپنے اس حماقت آمیز سوال پر شرمندہ ہو کر سر کھپانے لگا۔ عمران کی حقائق اکثر دوسروں کو بھی الحق بنا دیتی تھیں۔

"دیکھئے مسٹر داؤد! مگر خیر... اس بات کو یقیناً ختم کر دیجئے۔" عمران نے کہا: "میں آپ سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ آپ کو وہ کیوں بلیک میل کر رہا ہے؟ مگر یہ تو آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ آج کل آپ سے کیا چاہتا ہے؟"

"میں کیا بتاؤں؟" داؤد اپنی پیشانی پر گزرتا ہوا بولا: "اب وہ خدا سے بڑھ رہا ہے۔"

"آپ یہ بھی نہیں بتانا چاہتے؟"

"وہ چاہتا ہے کہ اس سے شادی کی شادی کر دی جائے!"

"میں آپ کی عاجز بازی کی!"

"جی ہاں!"

"جب تو مسٹر داؤد! آپ اسے ہر حال میں پکڑ لیں گے... کیونکہ یہ شادی ہوا ہے تو ہو گی نہیں۔ شادی کے لئے اسے سامنے آنا پڑے گا۔"

"وہ کچھ کر سکتا ہے!" داؤد نے خطرناک انداز میں کہا: "شادی ہو جانے کے بعد میں اس کا کیا پکاڑ سکوں گا۔"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی مسٹر داؤد!"

"خود ہی سمجھ نہیں سکتا کیا پکڑے۔ دیئے شاہد میری انگوٹھی بیٹی ہے۔ اور میرے بھائی میری وارث ہو گی... اس طرح وہ میری املاک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر شاداں بھی تو ہے اور میں بھی زندہ ہوں... شادی کے لئے اسے ہر حال میں سامنے آنا پڑے گا۔"

"وہ اب تک آپ سے سختی رقم وصول کر چکا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بہارہ لاکھ..."

"کے خدا عمارت کرے!" عمران دانت چیں کر بولا: "پتہ نہیں کینٹ انکم ٹیکس ادا کرتا ہے یا نہیں۔"

داؤد خاموش کھڑا کچھ سوچا رہا۔

عمران نے پوچھا: "آپ کو ان چاروں میں سے کسی پر شبہ ہے جو کھانے کی میز پر ہمارے ساتھ ہوا کرتے ہیں؟"

"نہیں! نہیں! انہیں ایسی طرح جانتا ہوں۔"

"خیر ہو گا... وہ تو مسٹر داؤد..."

"شش..." داؤد آہستہ سے بولا: "کوئی اور آ رہا ہے۔"

عمران کی نظر راجداری کے موڑ کی طرف اٹھ گئی۔ لیکن آنے والا کوئی ملازم تھا... وہ کسی کارڈنگ کارڈ لایا تھا۔ داؤد نے ڈزیننگ کارڈ پر نظر ڈال کر کہا: "کیٹین فاض..."

"انہیں مناد؟" عمران نے ملازم سے کہا: "اور وہ چلا گیا۔ پھر عمران داؤد سے بولا: "اب تمہیں کچھ کہنے کا ارکان بھی ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکو کے شجر نے اسے بھی وہی کہانی

”کیوں؟“ داؤد عمران کو غور سے دیکھتا ہوا ہوا۔

داؤد چہ لے اے مگور تار پھر بولا "اگر مجھے تھیلہ پر اعتماد نہ ہوتا تو..."

دلاؤ آگے بڑھ گیا.... اور عمران پھر اسی کمرے کی طرف لوٹ چکا جہاں سے اٹھ کر کہاؤ
راہداری ہی میں شاواں سے ملاقات ہو گئی جو تھکا چڑھا عمران کو دیکھ کر وہ دہری لہر لگا
ہوئی "ابا بیل والا لطیف تو خوب رہا۔"

”عزیز مل نہیں ہاتھل!“ شاداں پھر ہنس پڑی۔

”ارے... اور...“ عمران احمقانہ انداز میں اپنا منہ پھینے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ...." شہلاں آگے بڑھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔

یہ عبادت کافی طویل و عریض تھی۔ اس میں تقریباً چوبیس کرے تھے۔
روم میں آئے۔ یہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

”رات تم رو رہے تھے.....“ شاداں نے کہا۔

عمران کے چہرے پر شرم کی سرخی دوڑ گئی.... وہ اپنے چہرے پر جذباتی تغیرات پیدا کرنے کا ماہر تھا۔

اس نے سر جھکا لیا..... کچھ بولا نہیں....

”مجھے اپنے اوپر یقین ہو گیا ہے۔“ شادان نے آہستہ سے کہا۔

مرزا کی آنگھوں میں پھر آنسو اتر آتے۔ اور گالوں پر بہنے لگے اور ساتھ ہی وہ بڑبڑانے لگا۔ "میں غریب آدمی ہوں۔۔۔ ایک ٹھکانا سچے ہوں۔۔۔ کوئی بھی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کرے۔۔۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔۔۔ بس کسی دن مر جائوں گا۔"

حیاتیات ہے۔ "شعوی نے نرم لہجے میں کہا۔ "تمہ سے کہو۔ تمہیں کیا تکلیف ہے؟
عمر ان کے سوال کو نظر انداز کر کے بڑا جرات پر "میں نے پچھلی ہی رات کو سوچا تھا کہ
کر لیتا۔ مگر مجھے پلا کیا کہ ابھی مجھے ایک آدمی کا قرض ملا کر ہے۔"

شہاں کی سمجھ میں نہ آ سکا کہ وہ اس تیل پر قیسمت لگائے... یا اظہار ہمدردی کرے...
عروس آنسو بہا بہا کر بکھار دیا۔ "کل... وہہہ... میں نے خواب دیکھا تھا... میں اکثر خواب
دیکھتا ہوں... میں نے دیکھا کہ میں ایک انڈیا ساپچ ہوں... آپ بھی ایک مٹھی سی پیچی
ہیں اور ہم دونوں ایک وسیع جنگل میں دوڑ رہے ہیں۔ آپ تھک کر گر گئیں... میں آپ کو اٹھا
کر جھیل کے کنارے لے گیا۔ وہاں چاروں طرف بڑی بڑی بڑیاں تھیں... اور ایک چاندی کی پری
تھیں... میں تمہاری جھمی... اس نے ہماری طرف چاندی کے پانی کے پھینٹے پھینٹے... پھر میں
وہ خواب دیکھنے لگا۔"

عمران سر جھکاتے ہوئے بارگاہِ اقدس میں حیرت سے ٹپکیں جھپکارتی تھیں۔
 "رات آپ نے میرے خوابوں پر پڑ پڑ کر آگ لگا دی۔ بخدا امیر الپ یہی دل
 چاہتا ہے کہ تیرا مکان پڑ پڑ کر دو جاہ لگا کرے کل جاسی!"

اس پہلے ہی بھی شداں ہے تھارے بس پڑی ہوتی.... مگر عمران کے آنسو.... ان میں اب پہلے سے بھی زیادہ رونا پیدا ہو گئی تھی۔

”میں ایک عرب آدمی ہوں....“ عمران ہتکیاں لیتا ہوا بولا ”جاننا جہاں نہیں ہوں....
کہ جہاں تم کے لئے مہار نقل و خواسکوں.... میں یونہی سب سب کروم توڑ دوں گا.... مجھے
مہار دے دیجئے!“

محرمات بی بی حمزہ سے نکل گیا اور شہداء ان منہ کھولے دروازے کی طرف گھورتی رہی۔

میری اطلاع کہ آپ اس کے مطالبات پورے کرنے پر آمادہ ہیں؟
 "قلم نے یہ بات بہت دیر میں پوچھی۔"

"پہلے ہی پوچھتا... مگر کیٹین فیاض آیا تھا۔"

"مجھے ایک مخصوص دیوار پر ایک مخصوص رنگ سے ایک نشان بنانا پڑے گا۔ بس اسے اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ یہ تاجر خود اسی نے بتائی ہے۔ یعنی یہ تدبیر اس نے اپنے خط میں تحریر کی تھی۔"
 "آپ تو وہ تحریر تھی۔"

"تحریر نہیں آپ... اس نے کسی اشبد سے الفاظ کاٹ کاٹ کر پورا مضمون مرتب کیا تھا۔"
 "بڑی محنت کا کام ہے؟" عمران نے بدایا۔ پھر اس نے کہا۔ "کیا آپ مجھے وہ مخصوص دیوار اور مخصوص رنگ نہیں بتا سکتے؟... غالباً نشان بھی مخصوص ہی ہوگا۔"
 "ہاں وہ بھی خاص قسم کا ہے۔"

"تو آپ کو شش کیوں نہیں کرتے شاید اسی طرح ہم اسے پکڑ لیں۔"
 "نہیں مگر کام رہے تو! داؤد والو!۔" نہیں میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا۔"
 "تو پھر مسٹر داؤد! آخر اسے پکڑنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کریں گے۔"
 "یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں؟" داؤد نے طویر لہجے میں کہا۔ "حقیقتاً تحصیل سے غلطی ہوئی ہے۔ آپ اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکیں گے۔ آپ اپنا معاوضہ مانگیے اور مگر تشریف لے جائیے۔... جہاں جہاں وہ گواہ کیا ہے گا۔ میری ذمہ داری میں تو وہ کامیاب ہو نہیں سکتا۔"

"میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا مسٹر داؤد جب تک کہ اسے پکڑ نہ لوں۔"

"تمہیں... وقت کی بڑائی آپ کاہتے ہیں۔"

"میں نہیں جانتا گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا؟" داؤد آنکھیں کھل کر بولا۔

"جی نہیں جانتا گا۔ دیکھتا ہوں آپ کیا بگاڑ لیتے ہیں میرا... کیٹین فیاض مجھے جہونا نہیں کہتی گی۔"

داؤد اس سے ہٹنے پر یوگلا کھینچ کر تھوڑی دیر تک تو اس کے منہ سے آواز ہی نہیں نکل سکتا۔ وہ خاموشی سے عمران کی طرف دیکھتا رہا اور عمران اب پیش قدمی پر رکھے ہوئے گدبان کی

(۱۲)

فیاض جا چکا تھا اور داؤد اسٹڈی میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔... عمران کے حیروں کی آہٹ کی کہ وہ چونک پڑا۔
 "کیا وہ چلا گیا؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ کا خیال درست تھا وہ کراہی والے پکڑ میں یہاں آیا تھا۔" داؤد نے کہا۔ "اس کی تصویر بھی اشبدات میں شائع ہوئی ہے۔ اس نے مجھے تصویر دکھا کر پوچھا۔ کیا میں نے اسے کبھی دیکھا ہے۔ میں نے اس کا اعتراف کیا۔... اور اسے بتایا کہ میں اس شکل کے ایک آدمی کو پہچانوں لیکن اس کا نام کراہی ہرگز نہیں ہے۔... پھر اس نے نگارہ کے خیر و اہل بات بتائی۔... اس کا خیال بھی بتایا کہ کراہی کا قاتل میرے مہمانوں میں سے کوئی ہے۔... اس پر مجھے غصہ آیا اور جب اس نے مہمانوں سے سوالات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میرا غصہ اور تیز ہو گیا۔... میرا اس رویے پر یہ کہ وہ کچھ نرم پڑا تو میں نے شراب کی اسمگلنگ کی داستان دہرا دی۔... پھر اور کیا کر سکتی طرح اسے ٹاننا ہی تھا۔... بہر حال میں نے اسے مہمان خانے کی طرف نہیں جانے دیا۔"

"تو کیا آپ اسے پچانا بھی چاہتے ہیں۔...؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ حالانکہ ٹیلا پندرہ منٹ پہلے وہ اس کی بی بی کے سامنے رو تا رہا تھا۔
 "میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میرا دعویٰ ہے کہ پولیس اسے نہیں پکڑ سکتی اور اسے پہچاننا عیاں نہ سکے گی۔ لیکن میرا بیڑا خرق ہو جائے گا۔"
 "ہو جانے دیجئے؟" عمران جھونک میں بولا۔
 "کیا مطلب؟"

"ارے... ہاں... میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔... مگر مسٹر داؤد... فرض کیجئے۔ آپ اس کے مطالبات تسلیم کر لے۔"

"قیامت تک نہیں کر سکتا۔" داؤد ساہم کی طرح چمکھارا۔
 "میری بات تو سنیے! میں فرض کر رہا ہوں۔ ہاں تو آپ اسے اس کی اطلاع کس طرح دیں گے؟"
 "کیسی اطلاع؟"

جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ واقعی بہت چالاک ہیں!" واؤ نے تھوڑی دیر بعد مسکرا کر کہا۔ "میں تو یہی سوچ رہا تھا۔"

"مذاق کر رہے تھے؟... ہاں... میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔" عمران نے قہقہہ لگایا۔
بھی اس قہقہے میں شامل ہو گیا۔ مگر اس کا قہقہہ بڑا زبردست تھا۔

(۱۳)

شام ٹنک اور خوشگوار تھی۔ ابھی سورج نہیں غروب ہوا تھا۔ تاریکی رنگ کی اور درختوں کی چوٹیوں پر پھیلنے والی تھی۔ واؤ دھول کے جھمکی پارک میں اس وقت بیٹھا تھا۔ قہقہہ لگاؤ کے بارہ مہمان اور کچھ شہری دوست جن میں عورتیں بھی شامل تھیں وہاں آئے تھے۔... شام کی چائے وہیں تھی۔ وہ سب چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹے ہوئے پارک کے گوشوں میں نظر آ رہے تھے۔

لیکن عمران سب سے الگ تھلک تھیں پکڑا پکڑا رہا تھا۔ بعض لوگ اس کی اس حرکت میں رہے تھے۔ لیکن عمران اتنا لاپرواہ نظر آ رہا تھا جیسے وہاں اسے دوسروں کی موجودگی کی کوئی بات نہ ہو۔ ایک بار وہ ایک کیداری میں منہ کے بل گر بھی پڑا تھا۔ لیکن اس کا شغل جاری ہی رہا تھا۔ اسے بڑی قوجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

واؤ کی لڑکی شاہدہ ہاتھل اور خلیل غادر کے ساتھ تھی۔ عبدالرحمان جو اب اکرم سے منسلک ہو چکا تھا۔ جو اب اکرم کم گو اور سنجیدہ ضرور تھا۔ لیکن جب کس سے کوئی بات کہی جاتی تھی تو اس کے ہنسنے پھولنے اور پچکنے لگتے تھے جس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی بات پر بھانسنے کسی لڑاکا بھٹیران کی نقل کر رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے اپنا مشغلہ بدل دیا۔ وہ اب جوبی کے سپید پھول اکٹھا کر رہا تھا۔ پھر سورج غروب ہو گیا اور وہ لوگ عمارت کی طرف جانے لگے۔ لیکن شاہدہ دیکھ وہ دانستہ پیچھے رہ گئی تھی۔

پارک میں اس کے اور عمران کے علاوہ اب کوئی بھی نہ رہ گیا تھا۔ عمران نے وہ سارے پھول اپنے رومال میں اکٹھا لئے اور واپسی کے لئے منزل فرما دی۔

قہقہے ہی واسطے پر واؤ کے بت کے نیچے اسے شواہن نظر آئی۔ وہ بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ کیا پیچھا ہو رہا تھا... کیوں؟" شواہن نے مسکرا کر پوچھا۔
"خدا کے لئے آپ تو ایسا نہ کیجئے... میں سچ ہی کہتی... مگر زبردہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ پہلے اس لئے ہے تھے؟" عمران نے سارے پھول شواہن کے پیروں پر ڈال دیئے۔
"آپ اب ہیں۔" شواہن نے ایک جھنجکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور ایک لمبے لمبے طرف مڑ کر حقداروں سے چلی دی۔

"میں اب ہوں!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "لیکن اگر یہ لفظ تمہارے شوہر نے سن لیا تو میں اسے جین لاکھ کی رسید تک نہ دے سکوں گا۔"

(۱۴)

کچھ فیاض آسانی سے پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔ رات کو آٹھ بجے وہ پھر آدھارک سے لوگ کھانے کی میز پر تھے۔ نوکر نے ڈائیننگ روم میں آکر واؤ کو اس کا کارڈ دیا۔

"یہ کیا یہ تیزی؟" واؤ نوکر پر اٹ پڑا۔
"خیر، نوکر گڑبگڑایا۔ "وہ دھمکیاں دیتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ میں پولیس آفیسر ہوں۔ فوراً چلا جاتا ہوں۔"

"کوئی آپ پر دقت آگیا کہ پولیس آفیسر واؤ کے نوکروں کو دھمکیاں دینے لگے ہیں۔" واؤ نے سچ بچھنے میں کہا "اس سے کہہ دو، میں کھانے پر ہوں انتظار کرے۔"

"کیا مسئلہ ہے؟" شواہن نے پوچھا۔
"کچھ نہیں! ایک اسٹور کے قتل کے سلسلے میں تفتیش کر رہا ہے۔"

"آپ کا اس تفتیش سے کیا تعلق؟" شواہن نے پوچھا۔
"ایک بار میں نے اس اسٹور کو دیکھا تو دس کریہاں سے نکال دیا تھا۔ وہ ہمارے لالچ حاصل کر رہا تھا۔... شرب کی اسٹور کے لئے!"

وہ اس مگر کھانے میں مشغول ہو گئی۔ شاہدہ نے بھی کچھ پوچھنا چاہا۔ لیکن واؤ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

مہاؤں میں شاید کوئی بھی اردو نہیں جانتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے سر ہٹا کر کھانے میں مشغول رہے۔

کھانے کے بعد داؤد تو کچھین قیاض سے ملنے کے لئے اسٹری میں چلا گیا اور وہ سب اس انتظار میں وہیں بیٹھے رہے۔ ویسے عام طور پر رات کو کافی اسٹری سی میں لی جاتی تھی۔ شاداں کچھ بے یقینی سی نظر آتے لگی تھی۔ وہ بار بار عمران کی طرف دیکھنے لگی اور بھی دیکھتی اسے اپنی سی طرف متوجہ پاتی۔

یہاں تھیں ابھی تھی اور وہ ان دونوں کو پر تشویش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کافی عرصے ان کے پیالے خالی بھی ہو گئے لیکن داؤد واپس نہ آیا۔

پھر وہ ایک ایک کر کے اٹھنے لگے۔ چونکہ آج شام کو پارک سی میں وہ کافی ٹھک گئے اس لئے انہوں نے کھیل کے کمرہ کارنٹ نہیں کیا۔

عمران اور شاداں ساتھ ہی اٹھے۔۔۔ اور آگے پیچھے کمرے سے نکل گئے شاداں تو چپ چاپ رہی تھی۔ لیکن اس وقت وہ آہستہ چل رہی تھی۔۔۔ عمران اس کے برابر چلے گئے۔
"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" شاداں غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"ایک ہفتہ پہلے بخار ہو گیا تھا۔ اب اچھا ہوں۔۔۔ جی ہاں!۔۔۔ اور جب مجھے بخار ہوتا تو میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھے تھپک تھپک کر سلاتا رہے۔ مجھے مدھم مدھم سے لگا۔ گیت سنائے۔۔۔ میں بہت جلد مر جاؤں گا۔۔۔ آپ دیکھ لیجئے گا۔"
"آخر تم مجھے یہ سب کچھ کیوں سناتے ہو؟"

"پھر کسے سناؤں؟ آپ ہی بتا دیجئے۔۔۔ دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ میں کسی چیز پر طرہ نہ بھرا اپنے ذہن میں اتنا لٹکا رہا ہوں۔"

"تمہاری باتیں بعض اوقات بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"یہ میری بد نصیبی ہے!" عمران نے غصہ سی سانس لے کر کہا۔
"لیکن تم نے پارک میں وہ کیا حرکت کی تھی؟ میرے پاؤں پر پھول کیوں ڈالے تھے؟ کوئی دیکھ لیتا تو۔۔۔"

"تو کیا ہوتا؟" عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔ پھر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

میں بھی کوئی نہ دیتی ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ کسی دن داؤد صاحب کی موجودگی میں آپ کے دونوں بچوں کے اہلکاروں کو ملے گا۔"

"کیوں دیکھ تو نہیں چلی گیا ہے؟" شاداں بیٹا کر پوچھی۔
"دیکھنے میں میں آپ کے اسی لہجے سے ڈرتا ہوں۔ ایسے مواقع پر دل چاہتا ہے کہ خوب چیخ بچ کر روں۔"

"کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو؟" شاداں چلتے چلتے رک گئی۔
"چرا؟ تو اب یہاں سے میری لاش ہی جانے کی؟" عمران نے کہا اور جھپٹ جھپٹ کر دیوار سے ہاتھ ٹکراتے لگا۔

"اے۔۔۔ اے۔۔۔" شاداں بو کھلا گئی۔۔۔ شائد وہ ڈر بھی رہی تھی کہ کہیں کوئی اور صدمہ آئے۔ جیٹکا داؤد سی کے آنے کے امکانات زیادہ تھے۔ کیونکہ اس کا بیڑہ دم اسی راہداری میں تھا۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر عمران کو پکڑنے لگی۔ مگر عمران پر تو جیسے دورہ پڑ گیا تھا۔

ابھی قریب ہی کہیں سے قدموں کی آواز آئی اور شاداں بھاگ کر ایک کمرے میں گھس گیا۔ عمران اپنے دونوں ہاتھ چٹوڑی کی سیڑیوں میں ڈال کر صاف کرنے لگا کیونکہ ان میں دیوار کا پتلا لگا گیا تھا۔

اور یہ حقیقت تھی کہ دیوار پر سر کی بجائے اس کے ہاتھ ہی پڑتے رہے تھے۔ مگر اس انداز میں کہ وہ ٹھیک گورنگرانی کی نظر آتا رہا تھا۔

قدموں کی آواز دور ہو گئی۔۔۔ اور اس راہداری میں بدستور سناٹا ہی رہا۔
عمران نے اس کمرے میں جھانکا جہاں شاداں لگی تھی۔ لیکن کمرہ خالی تھا اور دوسری طرف کادورہ لگا ہوا تھا۔ اس طرف بھی ایک راہداری تھی اور دوسرا دروازہ اسی میں کھلتا تھا۔
عمران چو لے اٹھا کچھ سوچتا رہا۔۔۔ پھر آگے بڑھ گیا۔

(۱۵)

دوسری شام کی بات ہے۔۔۔ شاداں اور عمران عقی پارک میں تباہ تھے۔ وہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں ہر کسی کی ہر کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی ان کے چاروں طرف ماسکی کی قہ آدم لگا ہوا تھا۔ لیکن یہ جگہ ایسی بھی نہیں تھی۔۔۔ کہ دیکھ لئے جانے پر انہیں کسی قسم کی

جلد نمبر 3

پریشانی ہوتی.... یہاں پہنچائی کے لئے ایک بہت بڑا حوض بنایا گیا تھا.... اور اس میں تیرتے رہتے تھے۔ فسون کا ایک جوڑا بھی رہتا تھا جس کے پر کاٹ دیئے گئے تھے۔ بہر حال یہ جگہ بڑی پر فضا تھی.... مگر ماتی کی خود رو جھانڑوں نے اس کے گرد گھومتے رہتے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران اس کا مذاق اڑا رہا ہے یا وہ سچ کہتا ہے۔

"میں سمجھتا ہوں.... کہ آپ کیوں گھور رہی ہیں.... میں کہتا کچھ چاہتا ہوں.... لکھا کچھ ہے.... میرا دل چاہتا ہے کہ میں ابھی اچھی.... پیاری پیاری باتیں کروں اور بہتر وہ زردی کی باتیں.... چاند اور ستاروں کی باتیں.... نیلے وسنتوں کے آسمان بیکراں.... باتیں.... عمران خاموش ہو گیا پھر آہستہ سے بولا.... "نہیں یاد آتا کہ اور کیا کہتا تھا مجھے.... میں میں آپ سے محبت کرتا ہوں...."

"توبہ.... شادوں مسکرائی.... "کیا لکھ کر نے کی کوشش کی تھی....؟" عمران نے بڑی عجیبی سی سے اہانت میں سر ہلادیا اور پھر بولا "میرا حافظہ بہت کمزور ہے.... کچھ تو بڑھ کر بتاؤ۔"

جب سے ایک مزار کا کھد کھال کر زمین پر پھیلانے لگے شادوں بنی ہوئی اور قریب لکھ آئی.... عمران پر ہنسنے لگے۔

"نیلے آسمان کی ٹکڑیاں وسنتوں کی باتیں.... دو محبت کرنے والے دلوں سے سترے گزرتے ہیں اور پیچے دلوں کی یادیں چاندنی بین کر روح کے عقیم ویرانوں پر پھیل جاتی ہیں.... ہمارے چلنے.... یہ دوسری کتاب سے نقل کیا تھا.... صبح کا سہانا وقت تھا چڑیاں چچھکاری تھیں.... دھول دراصل گدھے نے لکھا تھا کہ پیور نذر سرائی کر رہے تھے.... لیکن آپ خود بتاتے تھے کہ سچی بات ہے.... نذر سرائی کے مننے ہیں گیت گاتا.... کیا کوئی چڑیا گیت گاسکتی ہے شوق؟" "ہاں مرا احسان اسے جان کہ میں نے تجھ سے کیا ہے یاد.... ہرگز نہیں گا سکتی.... خدا اس جہولے کا بڑا فرق کرے بھولی بھالی پبلک کو الو دلاتا ہے۔"

"تو؟" "شادوں نے نہیں کر پڑھا۔" "معتصم.... عمران کا کھد کے پڑے اڑاتا ہوا بولا۔ "ہاں تو آپ کیا کہتی ہیں؟ مجھے سے محبت کرنے کی کیا نہیں؟"

"اس حوض کی گہرائی کتنی ہے؟" عمران نے پوچھا۔
"میں نہیں جانتی کیوں؟" شادوں بولی۔
"کاش یہ اتنا گہرا ہو کہ میں ڈوب سکوں۔"
"تم بالکل گدھے ہو کیا؟"
"نہیں.... تو.... بالکل گدھا تو پہلی بار آپ کہہ رہی ہیں۔ ورنہ عام طور پر لوگ بالکل بولے ہیں اور والد صاحب تو کبھی کبھار الو کا بیٹا بھی کہہ دیا کرتے تھے.... خیر اسے چھوڑیے۔ بات کا جواب دیجئے۔ آپ مجھ سے محبت کریں گی یا نہیں؟"

"اس سے پہلے بھی.... جہیں کسی نہ کسی سے محبت کرنے کا اتفاق ضرور ہوا ہو۔ شادوں اپنا اوپر ہی ہونٹ سمجھ کر بولی۔
"نہیں! عمران نے عجیبی سی کہا.... "کبھی نہیں.... پہلی بار دو دلوں کا.... کیا کہتے ہیں.... ملاپ ملاپ!.... اور کیا کہا جاتا ہے.... مجھے نہیں معلوم.... کبھی پڑھا تھا اس وقت یاد نہیں رہا.... میرا ایک دوست کہہ رہا تھا کہ بعض لوگ جلدی راتوں میں سترے گتے گتے کا کھٹ بوجھتے ہیں۔"
شادوں بے ساختہ ہنس پڑی۔
"آپ میری لاش پر بھی نہیں گی۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔
شادوں یکے یکے عجیبہ ہو گئی.... اس کی پریشانی کی وہ تکبیر آہاں چلن اس وقت.... کہاں غائب ہو گئی.... جس کی بنا پر بعض لوگ اس سے مخاطب ہونے کی بھی جرات کر سکتے تھے آخر اس نے سر جھکانے ہوئے دہی آواز سے کہا "اس کا انجام سوچ لیا ہے؟"

"ہاں! میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔"
شادوں خاموش ہو گئی اور عمران بڑبڑاتا رہا "لوگوں کے ایک بہت بڑے شاعر نے کہا....

"آپ باتیں کرتے ہیں یا لہہ مارتے ہیں۔" شادوں جھجھکا کر بولی۔
 عمران نے ایک طویل سانس لی اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
 شادوں اٹھ کر جانے لگی۔ عمران نے لپک کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔
 "میں مر جاؤں گا۔" عمران گڑ گڑایا۔
 "تم بدحوہ ہو۔" شادوں ہنسی سے دوسری ہو گئی۔
 "کھلب!..." ایک ہلکی سی آواز آئی۔
 اور شادوں اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔
 "کوئی.... یہاں کوئی تھا...." وہ آہستہ سے بولی۔

"اوہہ.... ہو گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "دو محبت کرنے والوں پر فرشتوں کا
 دنا ہے! اللہ مالک ہے...."
 "تمہارا دماغ خراب ہے...." شادوں نے کہا۔ اور دوسری بڑھتی چلی گئی۔ ہدم۔
 آواز آئی تھی۔

عمران بھی اٹھا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا.... مگر نزدیک دو در کوئی بھی نہیں تھا۔
 "داؤد صاحب بہت شگھی آدمی ہیں!" شادوں نے آہستہ سے کہا۔
 "زیادہ گڑبڑ کریں گے تو میں انہیں قتل کر دوں گا!" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔
 "اوہہ.... ہو...." شادوں اسے فور سے دیکھنے لگی۔

(۱۶)

کیٹین فیاض نے داؤد کے مہمان خانے میں اودھم مچا رکھی تھی.... اس وقت اس نے
 ساتھ ڈکارو کا فیئر بھی تھا داؤد کا چہرہ غصہ سے سرخ نظر آ رہا تھا.... اس کے سارے ہی
 اس سے خفا نظر آ رہے تھے.... داؤد پہلے بھی اپنی پوزیشن صاف کرنے کے سلسلے میں
 کہہ چکا تھا.... اور اب بھی وہ دھتکتا ہوا جارہا تھا۔

"یہ شراب کا سنگڑ ہے!" وہ ڈکارو کے فیئر کی طرف اشارہ کر کے دہڑا۔ اس نے اس سے
 میرے لانچ حاصل کرنے چاہے تھے۔ میں نے انکار کر دیا۔ اس پر یہ بکھیرا اٹھایا گیا۔
 "میں کالا چور ہوں.... داؤد صاحب!" ڈکارو کے فیئر نے کہا۔ "لیکن اسے ثابت کرنے کے

مجھے چاہنی ہیں وہ کتنی.... میں نے کپتان صاحب کو وہی بتایا ہے جو مجھے کرار سے معلوم ہوا
 تھا۔ ایک میں ہی نہیں.... کرار صاحب نے اپنے ایک ملازم سے بھی تذکرہ کیا تھا!"
 "تو ہر تباہ.... وہ کون ہے؟" داؤد غریب۔ "تباہ میرے مہمانوں میں سے کون ہے جس کا
 اتھ کر کے قتل میں ہو سکتا ہے۔"
 "میں یہ نہیں جانتا! مجھے جتنا علم تھا میں نے کپتان صاحب کو اس سے آگاہ کر دیا!" ڈکارو کے
 لیے نے راسخات کا کر کہا۔
 "آپ لوگ بدلو کر کم خاموش رہیں!" فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ فردا فردا وہ سارے
 مہمانوں سے سوالات کر رہا تھا۔

"کرار کا قتل میں ہوں!" اچانک دروازے کی جانب سے آواز آئی۔ کیٹین فیاض چونک کر
 حلقہ لڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آنے لگے.... عمران تنہا نہیں تھا اس
 کے ساتھ پانچ آدمی اور بھی تھے اور ان کے جیسوں پر فتنی وردیاں تھیں۔
 "تم یہاں کیے؟" کیٹین فیاض نے فضیلی آواز میں پوچھا۔

"تم کمرے سے نکل جاؤ!" عمران نے کہا.... پھر چاروں طرف دیکھا ہوا انگریزی میں بولا
 "جو لو اکرم! دو در کے علاوہ اور سب لوگ کمرے سے چلے جائیں!"
 ساتھ ہی اس نے اپنے آدمیوں کو یکے بشمارہ کیا اور ان میں سے دو فتنی جو لو اکرم کے
 آہٹ لگے۔ جو لو اکرم.... سنجیدہ ترین آدمی.... جو داؤد کے مہمانوں میں ایک خاص قسم کی
 نصیحت کا مالک تھا۔

وہ اس طرح نکلا تھا جیسے چندا کچھ بچوں میں کوئی فلاسفر!
 "دعا خدا بچا ہے!" عمران نے ان دونوں فتنیوں سے کہا.... جو جو لو اکرم کے اصرار
 کو ملحوظ رکھتے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔
 "اس بیوقوف کا مطلب....؟ جو لو عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"ان کو نہیں کچھ میں آئے گا مطلب۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "تم تو رات کے شہزادے ہو!"
 وہ ان کے ساتھ چلا پڑا۔ کبھی عمران کو دیکھتا تھا اور کبھی جو لو اکرم کو۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں
 کرتا کہ جو لو اکرم جیسا آدمی ایک میٹر بھی ہو سکتا ہے.... اور بلیک میٹر بھی کیسا جس سے

"جھگڑیاں کس کے پاس ہیں؟" عمران نے اپنے آدمیوں کو مخاطب کیا۔

"میرے پاس" ایک نے کہا۔

"جھگڑیاں لگا دو... اور اسے یہاں سے لے چلو" عمران بولا "اور یہ لاش... ان کے لئے کوئی فون کرو... شاکی کے لئے صرف دو آدمی کافی ہیں... اور لیفٹیننٹ خان... تم ٹھہرو گے!"

"بھرتاب!"

(۱۷)

کمرے سے لاش، مجرم اور زخمی بنائے جاتے تھے... داؤد دیوار سے لگا کھڑا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں کسی قسم کی تکفلی سی جا رہی ہے اس کے ہونٹ ہونگے تھے اور ان میں غلاہٹ سی دوڑ گئی تھی۔

"سیٹھ داؤد! عمران آہستہ سے بولا "تم ڈر رہے ہو!"

"ہاں! میں ڈر رہا ہوں" داؤد نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا "پہلے میرا راز ایک بلک ہو جیسے میں تھا... اور اب وہ... ایسے ہاتھوں میں بیٹھی چکا ہے کہ اس کی پیٹنی بھی ہو سکتی ہے۔"

"میرے پاس تمہارا کوئی راز نہیں ہے۔" عمران بولا۔

"ہے سسر عمران... آپ نے جو لٹافے برآمد کئے ہیں۔ ان میں سے بقیہ ایک یا دو معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"ٹھیک ہے! عمران سر ہلا کر بولا "ان میں سے ہر ایک پر کسی نہ کسی کام کو ختم کر دیجئے تمہارا نام کہیں نظر نہیں آئے۔"

"عادل کریم... میرا مطلب ہے کیا اس نام کا بھی کوئی لٹافہ نہیں ہے؟"

"ہاں ہے تو! عمران اسے گھورنے لگا۔

"جی ہاں۔ بس وہی ہے۔"

"مگر تمہارا نام تو داؤد ہے۔"

"میرے چھوٹے بھائی کا نام ہے... عمران صاحب دو زندگیاں برباد ہو جائیں گی... نے گھوگیر آواز میں کہا اور پھر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے چھوٹ چھوٹ کر...

عمران کا دوشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "تم یہ لٹافے لے سکتے ہو..."

"لیکن اگر اس نے عدالت میں اس کے حقائق کچھ کہا تو..."

"میں کچھ نہیں پانتا... کہ کیا ہو گا... مجھے بچائے عمران صاحب! مجھ سے ایک اخلاقی جرم سرزد ہوا تھا... مجھے بچائے!"

"خانی! خانی..." عمران نے لٹافہ اس کے سامنے ڈال دیا۔

"وہاں لٹافہ اٹھانے کے لئے جھکا اور اسے اٹھاتا ہوا اور سر اٹھا کر عمران کے سر پر رکھ کر بولا۔ "یہاں بیٹھ میری گردن پر رہے گا... میں نے اس لٹافے کی قیمت تین لاکھ لگائی تھی وہ رقم بدقت آپ کی ہے۔"

"شکر ہے! عمران نے کہا "اگر میں تمہارے کام کے لئے یہاں آیا ہوتا تو یقیناً یہ رقم میری ہوتی... تمہیں خود اس کی تلاش میں تھا... اسی دوران میں تمہیں آکر لائی..."

"نہیں وہ تو آپ کو بیٹھی ہی نہ کی" داؤد نے کہا۔

"جہن عمران اسے وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

(۱۸)

"ذہب! عمران سر سلطان سے کہہ رہا تھا "اب میرے پاس تین لٹافے اور ہیں! وہ بھی لٹافے کی طرح ہی تھے جنہوں سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ان پر ان کے نام اور بچے درج ہیں۔ جس لٹافے میں آپ کے نام کا لٹافہ کھولے بغیر آپ کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح انہیں بھی... کر لیں، پھر بیٹھ جائیں گے اس میں انہیں خدرا تمل کروں۔"

"مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں! اگرچہ تمہارا دل چاہے کہ وہ! سر سلطان بولے "مگر عمران تم نے اسے بڑا کیے؟"

"نہ نہ! مجھے ذہب تو بھرتاب ہے! مجھے اس کے لئے ایک بہت ہی ذلیل قسم کی حرکت کرنی پڑی ہے۔"

"میں! "

"نہ! آپ کا بچہ کر رہی ہیں! انہیں اگر کہیں والد صاحب کو اس کا علم ہو گیا تو مجھے حاق...

"بتاؤ نہیں تو مارتا ہوں چائنا!"

"مجھے دلاؤ کی بیوی سے.... وہ کرنا چاہتا تھا۔"

"کیا....؟"

"وہی....!"

"کیا کہتے ہو؟"

"جی ہاں عشق....!" عمران شرماکر بولا "پتہ نہیں یہ ایکٹنگ تھی یا حقیقت!"

"کیا مطلب؟"

"بلیک سٹلر ہر وقت مولو کی تلاش میں رہتا ہے۔ میں نے سوچا کیوں نہ اسی لالہ کو چاہئے لہذا میں نے دلاؤ کی بیوی میں دلچسپی لینی شروع کر دی.... اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ لیتا رہا کہ ہم دونوں میں کون زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔ ٹھیکس بڑھتی رہیں.... اور ایک آہنی کی طرح ہم دونوں کے پیچھے لگا رہا۔ یہ جو لاکرم تھا.... پھر یہ سول اس نے چھپ کر ہم دونوں تصویر لے ڈالی جس میں ہم دونوں بظاہر مشتبہ حالت میں نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں تھی کہ میں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے تھے اور وہ ہنسنے دہری ہو کر مجھ پر ہنک ڈالی تھی تصویر اس کیلئے بڑی منفعت بخش ثابت ہوئی۔ وہ دلاؤ کے ساتھ ہی ساتھ ان کی بیوی کو بھی میل کر کے بڑی بڑی رقیبیں انشعنا شروع کر دیں۔ بہر حال میں اس سے واقف تھا کہ تصویر والا جو لاکرم ہی تھا کیونکہ وہ شروع سے ہی ہمارا حاقب کرتا ہوا چھڑیوں تک پہنچا تھا۔"

پھر عمران نے اپنے اس عشق کی داستان تفصیل کے ساتھ دہرائی اور خاموش ہو گیا۔

"عمران!" سر سلطان خجندیہ کی سے بولے "واللہ تم باکی کھوپڑی رکھتے ہو۔"

علاوہ اور کیا تدبیر ہو سکتی تھی!"

"نہیں جناب! یہ نہ کہیے۔ میں اسے ہر حال میں گرفتار کر لیتا۔ اگر وہ بلیک سٹلر دوست

جب بھی میں اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک سازشی بھی تھا۔ بعض بین الاقوامی

سازشوں میں بھی اس کا ہاتھ روچکا ہے اور اس کی تصویر اس حیثیت سے پہلے ہی میرے

پاس پہنچ چکی تھی!"

"آہا.... آہا...." سر سلطان معشربانہ انداز میں بولے "اب مغفل بالکل صاف ہے"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"دو گھنٹے سے چہ انہم سدا بارات کی تلمیں چاہتا تھا اور وہ سدا بارات بین الاقوامی میٹروپولیٹن

کی تھا!"

"اگر آپ یہ بات پہلے بتا دیتے تو مجھے دلاؤ کی بیوی سے عشق کر کے اپنی عاقبت نہ خراب

کر لی ہوتی.... ذرا سوچئے تو.... اگر اس نے اپنا عشق برابر جاری رکھا تو کیا ہو گا! میں کہاں جاؤں

گیا۔ اللہ رحم"

"مت کرنا"

عمران خاموش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "حقیقتاً کرنا اسے پہچانتا تھا۔ ورنہ جو لوگ اسے

قتل نہ کرتا.... اس طرح اس نے ایک تیر سے دو ٹکڑے کیے۔ ایک طرف ایک ایسے آدمی کو قتل

کر دیا جو اسے پہچانتا تھا اور دوسری طرف آپ کو خوفزدہ کر دیا۔ یعنی یہ ظاہر کرنا چاہا اگر اس کا

مطلب یہ تھا کہ کیا تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے جو آدمی دن و نائے ایک آدمی کو قتل

کر کے آپ کے پاس پہنچا میں ڈال جائے۔ وہ آپ کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس طرح

اس نے آپ پر پتہ چلایا کہ وہ کرنا کو تلاش کرتا ہوا آپ کے پیچھے تک آئے۔ اتنی دیر میں لاش یقیناً

پکڑ لی ہو سکتی کہ وہ کرنا کو تلاش کرتا ہوا آپ کے پیچھے تک آئے۔ اتنی دیر میں لاش یقیناً

ہواقت کی جانچ کی اور وہ اپنے جان میں یہ کہہ کر کرانے اسے آپ ہی کے پیچھے سے فون

کیا تھا۔ آپ نہ ہی طرح پہنچ جاتے.... جناب! اور لاہور والی بات تو آپ کسی سے کہہ ہی نہ سکتے۔

کہ اس کے پاس آپ کے خلاف کوئی فوس قسم کا موبو موجود تھا۔"

"بالکل ٹھیک بات ہے.... عمران...." سر سلطان ایک طویل سانس لے کر بولے "میں

پتہ تھا اگر ضرر گزار رہوں گا.... ہاں.... اور یہ بھی سن لو کہ تم اب ملکہ خادجہ کی سیکرٹ

رائس سے قتل ہلاکتے کی کوشش نہیں کرو گے!"

"میں وعدہ نہیں کر سکتا جناب! کیونکہ بعض اوقات میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے جسم ہی سے

ملکہ خادجہ کی تصویر سانس وقت جب میرے ٹیلیفون کی ٹھنکی جتنی ہی ملتی جاتی ہے آٹا خرب یا آیا

ان میں سے کسی کو ہلاک کر دوں اور اصل اس لڑکی کے سر ہے جو مجھے اکثر فون پر پور کیا کرتی ہے۔"

سر سلطان کے احتیاط پر عمران نے وہ داستان بھی شرمناک کر دہرائی اور پھر کچھ دیر

خاموش رہ کر بولا..... "اس نے بار بار رنگ کر کے کچھ ایسی اودھم مچائی تھی کہ آپ کے
فکرو کے فون کا سلسلہ میرے فون سے آٹا...."

سر سلطان بڑی دیر تک ہنستے اور عمران کو برا بھلا کہتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس
کر کے اپنی زندگی برباد کر رہا ہے۔

(۱۹)

داؤد کو کبھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمران نے جو ادا کریم پر کس طرح قابو پایا تھا اس سلسلہ
عمران سے پوچھا۔ لیکن عمران ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال گیا کہ وہ ایک سرکاری راز تھا
اور شواہد بچاری تو عمران کا دوسرا روپ دیکھ کر پہلے ہی سہم گئی تھی۔ اس کی تائید
نہیں پڑی کہ وہ عمران سے دوبارہ ملتی! لہذا اس مضحکہ خیز عشق کی داستان بھی جہاں تھا وہی
البتہ وہ نامعلوم لڑکی اب بھی عمران کو فون پر پور کرتی رہتی ہے.... اور عمران کا خیال
کہ اگر اس نے کچھ دن اور چھیڑ چھاڑ جاری رکھی تو وہ پاگل ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگے گا
کیونکہ اکثر وہ اس کے کاموں میں بھی حارج ہونے لگتی ہے۔

ویسے اب عمران نے بھی ایک نئی حرکت شروع کر دی ہے۔ اس نے ایک نئے کا پتلا
ہے۔ جب بھی اس نامعلوم لڑکی کا فون آتا ہے وہ کتے کے پلے کا منہ مارتا تھا جیسا کہ
کر کے اس کی دم اٹھاتا ہے۔

﴿ختم شد﴾